ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
24
www.tanzeem.org
17 تا 23 جون 2014ء/18 تا 24 شعبان المعظم 1435ھ

اس شمارے میں

...... بریشم کی طرح نرم

نبی اکرم ﷺ کا دورِ بعثت

کامل سیز فائر

اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے

رمضان میں نبی اکرم ﷺ کے معمولات

معاشی خوشحالی...... مگر کیسے؟
سیمینار کی رپورٹ

دورۂ بھارت کے اثرات اور لندن پلان

رجوع الی القرآن کورسز کی اختتامی تقریب

ایمان، ایک مکمل اسلوب حیات

ایمان جرأت وشجاعت پیدا کرنے والا، حیرت انگیز انقلاب برپا کرنے والا، بند دروازوں کو کھولنے والا اور ہر چہار جانب رہنمائی کرنے والا روشن مینار ہے۔

ہمارا مطلوبہ ایمان محض ایک شعار اور دعوت ہی نہیں بلکہ وہ ایک مکمل اسلوبِ حیات ہے، فرد کے لئے بھی اور قوم کے لئے بھی۔ نہایت تیز روشنی ہے جو فرد کی دنیائے فکر وارادہ کو منور کرتی ہے اور جب اس کی شعاعیں معاشرہ پر پڑتی ہیں تو اس کی رگوں میں خونِ زندگی دوڑنے لگتا ہے۔ اس کے رگ وپے میں امن وعافیت سرایت کرتی چلی جاتی ہے۔ وہ مریض ہوتا ہے اور دوائے ایمان اسے شفایاب کردیتی ہے بلکہ وہ مر چکا ہوتا ہے اور اکسیرِ ایمان اسے حیاتِ نو بخش دیتی ہے۔ سچ ہے کہ ایمان رموزِ الٰہی کا راز دان ہوتا ہے۔ وہ جب کسی چیز کو کہتا ہے تو وہ وجود میں آجاتی ہے۔

حقیقی ایمان پوری زندگی پر اپنے نقوش واثرات مرتب کرتا ہے اور اسے صبغۃ اللہ میں رنگ دیتا ہے۔ انسان کے افکار ونظریات، اس کے جذبات واطوار سب اطاعتِ الٰہی اور بندگیٔ رب کا نقشہ پیش کرتے ہیں۔ زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہوتا جس پر یہ رنگ گہرا نہ ہو۔ صبغۃ اللّٰہ و من احسن من اللّٰہ صبغۃ......

وہ قوم جو ایمان سے منور زندگی بسر کرنا چاہتی ہے اسے اپنے جملہ اصول ومناہج تقاضائے ایمان کے مطابق بدلنا ہوں گے اور ہر اس چیز سے دستکش ہونا پڑے گا جو نورِ ایمان کا راستہ روکنے والی ہو۔ اگر کوئی قوم یہ قربانی نہیں دیتی مگر اسلام وایمان کا دعویٰ کرتی چلی جاتی ہے تو اس کے دعویٰ کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ اے اللہ! امتِ مسلمہ کی صراطِ ایمان کی طرف رہنمائی فرما۔

علامہ یوسف القرضاوی

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سازشی قوموں کا انجام

سورۃ النحل | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت 26

قَدۡ مَکَرَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ فَاَتَی اللّٰہُ بُنۡیَانَہُمۡ مِّنَ الۡقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَیۡہِمُ السَّقۡفُ مِنۡ فَوۡقِہِمۡ وَ اَتٰىہُمُ الۡعَذَابُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۲۶﴾

آیت ۲۶ ﴿قَدۡ مَکَرَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ﴾ ''(اسی طرح کی) چالیں چلی تھیں انہوں نے بھی جو ان سے پہلے تھے''

ان سے پہلے بھی مختلف اقوام کے لوگوں نے ہمارے انبیاء و رسل کی مخالفت کی تھی اور ان کی دعوت کو ناکام کرنے کے لیے طرح طرح کے حربے آزمائے تھے اور سازشیں کی تھیں۔

﴿فَاَتَی اللّٰہُ بُنۡیَانَہُمۡ مِّنَ الۡقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَیۡہِمُ السَّقۡفُ مِنۡ فَوۡقِہِمۡ﴾ ''تو اللہ حملہ آور ہوا ان کے قلعوں پر بنیادوں سے' پھر گر پڑیں ان پر چھتیں ان کے اوپر سے''

جب اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آیا تو مخالفین کی تمام سازشوں کو جڑوں سے اُکھاڑ پھینکا گیا اور ان کی بستیوں کو تلپٹ کر دیا گیا۔ سدوم اور عامورہ کی بستیوں کے بارے میں ہم پڑھ آئے ہیں: ﴿فَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا جَعَلۡنَا عَالِیَہَا سَافِلَہَا﴾ (ہود:۸۲) ''پھر جب آ گیا ہمارا حکم تو ہم نے کر دیا اس کے اوپر والے حصے کو اس کا نیچے والا''۔ یعنی اس کو تہ و بالا کر دیا۔ اس سلسلے میں قرآن حکیم میں تو صرف انہی چند اقوام کا ذکر آیا ہے جن سے اہل عرب واقف تھے' ورنہ رسول تو ہر علاقے اور ہر قوم میں آتے رہے ہیں' از روئے الفاظِ قرآنی: ﴿وَلِکُلِّ قَوۡمٍ ہَادٍ ﴿۷﴾﴾ (الرعد) ''اور ہر قوم کے لیے ایک راہنما ہے۔''

خود ہندوستان کے علاقے میں بھی بہت سے انبیاء و رسلؑ کے مبعوث ہونے کے آثار ملتے ہیں۔ ہریانہ' ضلع حصار' جس علاقے میں میرا بچپن گزرا' وہاں مختلف مقامات پر سیاہ رنگ کی راکھ کے بڑے بڑے ٹیلے موجود تھے' جن کی کھدائی کے دوران بستیوں کے آثار ملتے تھے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے یہ اپنے زمانے کی پُر رونق بستیاں تھیں' ان کے باشندوں نے اپنے رسولوںؑ کی نافرمانیاں کیں اور انہیں عذابِ خداوندی نے جلا کر بھسم کر ڈالا' جس طرح پومپیائی پر لاوے کی بارش ہوئی اور پوری بستی جلتے ہوئے لاوے کے اندر دب گئی۔ اس علاقے میں دریائے سرسوتی بہتا تھا جو ہندوستان کا ایک بہت بڑا دریا تھا اور اسے مقدس مانا جاتا تھا (دریائے گنگا بہت بعد کے زمانے میں وجود میں آیا۔) آج دریائے سرسوتی کا کچھ پتا نہیں چلتا کہ یہ کہاں کہاں سے گزرتا تھا اور ماہرین آثارِ قدیمہ اس کی گزرگاہ تلاش کر رہے ہیں۔ یہ سب آثار بتاتے ہیں کہ ہندوستان کے اندر مختلف زمانوں میں انبیاء و رسلؑ آئے اور ان کی نافرمانیوں کے سبب اُن کی قومیں اللہ کے عذاب کا شکار ہوئیں۔ ان آثار کی شہادتوں کے علاوہ کچھ ایسے مکاشفات بھی ہیں کہ مشرقی پنجاب کے جس علاقے میں شیخ احمد سرہندیؒ کا مدفن ہے اس علاقے میں تیس انبیاء مدفون ہیں۔ واللہ اعلم!

فرمان نبویؐ

راہِ حق کا غبار

عَنۡ اَبِیۡ عَبۡسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوۡلُ: ((مَنِ اغۡبَرَّتۡ قَدَمَاہُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ حَرَّمَہُ اللّٰہُ عَلَی النَّارِ))

(رواہ البخاری)

حضرت ابو عبسؓ کہتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''جس کے قدم ''اللہ کی راہ'' میں غبار آلود ہوں' اللہ نے اس پر جہنم کی آگ حرام کی ہے۔''

تشریح: ''اللہ کی راہ'' کا اطلاق ہر اس کام پر ہوتا ہے جو صرف اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے۔ لیکن بالعموم یہ اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لیے جدوجہد کے معنی پر مشتمل ہوتا ہے۔

''قدموں کے غبار آلود ہونے'' کے معنی یہ ہیں کہ آدمی کے جسم پر گرد و غبار کی دھول آئے یا اسے جسمانی تکلیفوں سے دوچار ہونا پڑے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ شخص دوزخ میں نہیں جائے گا جو اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لیے سرتوڑ کوشش کرے اور اس راہ کی تکلیفوں اور آزمائشوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرے۔

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

...... بریشم کی طرح نرم

آتشِ جنگ سے تو پاکستان قریباً تیرہ سال سے جھلس رہا ہے‘ لیکن اس آگ کے شعلے لمحہ بہ لمحہ تیز ہو رہے ہیں اور شعلوں کا آسمان کو چھونے والی ضرب المثل کا اطلاق اب کچھ دیر کی بات محسوس ہوتی ہے۔ایک نادان جرنیل اقتدار کی ہوس میں اس پرائی آگ کو دوسرے گھر سے اپنے آنگن میں گھسیٹ لایا۔وہ خود کو بڑا چالاک اور عیار سمجھتا تھا‘ لیکن خود اوروں کی عیاری کا شکار ہو گیا۔آج خود بھی ذلیل وخوار ہو رہا ہے اور پاکستان پر آگ وخون کا کھیل مسلط کر گیا ہے۔ہم نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ عدل وانصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔حق کی بات کہی جائے‘ چاہے وہ اپنے بہترین دوست کے خلاف ہو یا بدترین دشمن کے حق میں ہو۔اللہ ربّ العزت نے اپنے بندے کو جو ذہن عطا فرمایا ہے اور جو زبان دی ہے اس کا حق اسی طرح ادا کرنے کی کوشش کی جا سکتی ہے‘ اسی طرح قلم کی آبرو بھی اسی بنیاد پر قائم رہ سکتی ہے۔اسی بنیاد پر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی صلاحیتوں میں برکت عطا فرماتا ہے۔﴿لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ﴾ کا اطلاق صرف رزق پر نہیں ہوتا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام نعمتوں کے حوالے سے فرمایا ہے۔

ہم ذکر کر رہے تھے حرص وہوا کے اس بندے کا جو ذاتی اقتدار کے لیے اس پرائی جنگ کو اپنی طرف کھینچ لایا تھا اور امریکہ کے دباؤ پر اپنے بے گناہ عوام پر بربریت اور ظلم وستم کی انتہا کر دی تھی۔تاریخ کے حوالہ سے اندھا اور بہرہ یہ شخص نہیں جانتا تھا کہ اس دنیا میں اقتدار کی ہمیشگی کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ہاں مہلت ہے‘ ڈھیل ہے۔وہ کسی بدبخت کو زیادہ اوپر اس لیے بھی لے جاتا ہے تاکہ زیادہ بری طرح زمین پر پٹخ دیا جائے۔بہرحال ہم اس آگ میں گھر چکے ہیں۔یہ بھی ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمیں ایسے ہمسائے ملے ہیں یا ہم نے خود اپنی ہمسائیگی میں ایسے لوگوں کو برسرِ اقتدار آنے میں مدد کی ہے جو اس آگ پر تیل چھڑک رہے ہیں‘ اور اہلِ پاکستان کا خصوصاً حکمرانوں کا حال یہ ہے کہ وہ عقل‘ دانشمندی‘ حکمت اور مصلحت جیسی چیزوں سے بالکل بے نیاز اور لاتعلق ہو چکے ہیں۔ایک طرف اقتدار اور قوت اندھے پن کا مظاہرہ کر رہی ہے اور دوسری طرف ظلم وبے انصافی اور انتہا درجے کی بربریت کے شکار طبقات ردِّعمل کا شکار ہو کر اسلام کو اپنی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں‘ وہ اسلام جو انسانیت کے لیے باعث رحمت ہے۔اسی لیے وہ مبارک اور بابرکت ہستی جس نے یہ دین ہم تک پہنچایا اس نے رحمت للعالمین اور محسن انسانیت کا لقب پایا، ردِّعمل کا شکار یہ لوگ اس دین کو اپنی سفاکیت کی آڑ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

ہم نے روزِ اوّل سے ہی ہر قسم کے فوجی آپریشن کی شدت سے مخالفت کی تھی۔آج بھی ہم اپنے اس موقف پر چٹان کی طرح ڈٹے ہوئے ہیں اور ببانگ دہل کہتے ہیں کہ شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن انتہائی ضرررساں ثابت ہوگا۔یہ پاکستان کو خون کا غسل دے گا۔یہ پاکستان کو ایسے تپ دق کے مریض کی مانند بنا دے گا جو ہر وقت خون تھوکتا رہتا ہے۔ہم مقتدر حلقوں کو انتباہ کرتے ہیں کہ اگر وہ باز نہ آئے تو شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن ان کی توقعات سے کہیں زیادہ خونریزی کا باعث بنے گا۔لیکن دوسری طرف ہم یہ بھی نہیں چاہیں گے کہ کوئی بھارتی ہتھیاروں سے لیس ہو کر G.H.Q یا مہران بیس پر حملہ آور ہو جائے۔

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

17 تا 23 جون 2014ء جلد 23
18 تا 24 شعبان المعظم 1435ھ شمارہ 24

مدیر مسئول حافظ عاکف سعید

مدیر ایوب بیگ مرزا

نائب مدیر محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس‘ ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ‘ گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن‘ لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ------------ (2000 روپے)
یورپ‘ ایشیا‘ افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ‘ کینیڈا‘ آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ‘ منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

مہران بیس پر اواکس طیارے تباہ ہونے پر ایک عسکری ماہر نے تبصرہ کیا تھا کہ پاکستان بحری دفاع کے حوالہ سے اندھا نہیں تو کانا ضرور ہو گیا ہے۔ ہم اس دلیل کو کمزور ہونے کے باوجود وقتی طور پر قبول کر لیتے ہیں کہ حکومت تحریک طالبان پاکستان کے جنگجوؤں پر حملہ کرتی ہے تو وہ کیوں نہ فوجی تنصیبات پر حملہ کریں؟ تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کراچی کے سویلین ہوائی اڈے پر حملہ کرنے کا کیا جواز ہے؟ کیا A.S.F نے کہیں فاٹا یا دوسرے قبائلی علاقوں میں جنگ کی؟ کیا نجی ہوائی کمپنیوں کے سات ملازمین سے انہوں نے اپنی مخالفت میں کبھی ایک لفظ بھی سنا تھا؟ کراچی کے ہوائے اڈے پر ہلاک ہونے والے معصوم لوگ کس کے ہاتھ پر اپنا خون تلاش کریں؟ روزِ قیامت یہ کلمہ گو اللہ رب العزت کے دربار میں اپنا مقدمہ پیش کریں گے تو ان مدعیانِ اسلام کے پاس کیا جواب ہو گا۔ کراچی پہلے ہی کچھ ستمگروں کے ہاتھوں زخمی ہے۔ تحریک طالبان پاکستان نے کراچی پر مزید ضربیں لگا کر کس کی خدمت کی ہے؟ صورت حال میں تبدیلی اس لیے بھی آئی کہ خالد سجنا گروپ نے تحریک طالبان پاکستان سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے وہ تمام الزامات تحریک طالبان پاکستان پر لگائے جو معاشرے کے کسی بدترین فرد یا گروہ پر لگائے جا سکتے ہیں۔ ہمارے لیے تو وہ الزامات نقل کرنا بھی مشکل ہے' لیکن یہ گھر کے بھیدی کے لگائے ہوئے الزامات ہیں' انہیں نظر انداز کیسے کیا جا سکتا ہے!

کراچی کے ہوائی اڈے پر حملے نے ریاست پاکستان کی کمزوری کو کھل کر واضح کر دیا ہے اور اس کا امریکہ نے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے۔ عالمی سطح پر تنقید کی وجہ سے اسے ڈرون حملے بند کرنا پڑے تھے' وہ دوبارہ شروع ہو گئے ہیں۔ امریکہ کا جہاں تک تعلق ہے پاکستان میں فساد پھیلانا' اسے غیر مستحکم کرنا اس کے ایجنڈے میں سرفہرست ہے۔ نائن الیون کے بعد پاکستان نے جو ہمالائی غلطی کی وہ برادر ملک افغانستان کی اسلامی حکومت کے خلاف امریکہ کا اتحادی بننا تھا۔ ایسا ایک سپریم پاور کے غیظ و غضب سے بچنے کے لیے کیا گیا تھا یا کسی اور مقصد کے تحت یہ پالیسی بنائی گئی' بہرصورت یہ ایک اسلام دشمن' پاکستان دشمن اور انصاف دشمن پالیسی تھی' جس کی شدت سے مذمت ہمارا دینی فریضہ تھا' اور ہے ہم آج بھی اس حوالہ سے ہر عذر کو عذرِ لنگ قرار دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ پاک سرزمین کے عوام اور حکمران اس جرمِ عظیم کے ارتکاب کا دُنیوی خمیازہ بھگت رہے ہیں' لیکن یہی غلطی فریق مخالف بھی دہرا رہا ہے۔ کیا تحریک طالبان پاکستان کے قائد مولوی فضل اللہ افغانستان میں امریکہ کی مرضی کے بغیر ایک منٹ کے لیے بھی ٹھہر سکتے ہیں؟ انہیں پاکستان کے خلاف لڑنے اور یہاں جنگجو بھیجنے کے لیے اسلحہ اور مالی وسائل کون مہیا کر رہا ہے؟ ظاہر ہے یہ مسلمانوں کے دشمن صلیبی ہیں یا مشرکین بھارت ہیں۔ یہ دلیل بہت بودی اور غیر منطقی ہے کہ اگر پاکستان امریکہ سے مدد لے سکتا ہے تو ہم کیوں نہیں لے سکتے؟ اگر دشمن اور فریق مخالف بدکرداری کا مظاہرہ کرے تو کیا کسی مسلمان کو بھی ایسا کرنا زیب دیتا ہے؟

کراچی پاکستان کا تجارتی حب ہی نہیں پاکستان کی شہ رگ بھی ہے۔ اسے درست طور پر منی پاکستان کہا جاتا ہے۔ 8 مئی کی نصف شب کو کراچی ایئرپورٹ پر حملہ آور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاتے تو پاکستان مفلوج ہو سکتا تھا۔ سوال یہ ہے کہ ایسے حملوں سے پاکستان کو چند ہزار یا لاکھ افراد کا گروہ فتح کر سکتا ہے جبکہ مقابلے میں سٹینڈنگ آرمی ایک پوری قوت کے ساتھ موجود ہے؟ البتہ یہ ضرور ہے کہ پاکستان مزید کمزور ہو جائے اور بھارت یا امریکہ کے لیے تر نوالہ بن جائے۔ تب کیا صلیبی یا مشرکینِ بھارت کسی کو اس سرزمین پر اسلام نافذ کرنے دیں گے؟ ایک بات واضح رہنی چاہیے کہ مقامی لوگ گوریلا جنگ لڑ کر کسی بڑی سے بڑی بیرونی قوت کو ناکوں چنے چبوا سکتے ہیں' ایسا ویت نام میں ہوا' افغانستان میں طالبان افغانستان کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست کھا کر امریکہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ رہا ہے' لیکن یہ ممکن نہیں کہ کچھ بیرونی جنگجو کسی مقامی مضبوط ریاست کو گرا دیں۔ پاکستان آرمی بھی ہم ہی سے ہے اور تحریک طالبان پاکستان کے جنگجو بھی ہمارے مسلمان بھائی ہیں' ہم دونوں کے خیر خواہ ہیں' ہم مسلمانوں کے مابین اس خونریزی کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ ماضی کی غلطیوں اور نادانیوں کو فراموش کر کے ہمیں امت مسلمہ کے دشمنوں کے خلاف متحد ہونا ہو گا۔ اپنے بھائی کے حوالہ سے تحمل برداشت اور صبر جنگ لڑنے سے کہیں زیادہ بہادری اور حوصلہ مندی ہے۔ بھائیو! خدارا ایک دوسرے کو معاف کر دو' ایک بار پھر ایک دوسرے کے گلے لگ جاؤ۔ یہ امت اس جسد کی مانند ہو جائے جس کے ایک حصہ کی تکلیف سارے جسم کو بے چین کر دیتی ہے۔ یہی ہمارے پیارے نبی ﷺ کی خواہش تھی۔

اپنے حوالے سے صرف یہ عرض کریں گے کہ اپنوں کی ڈانٹ ڈپٹ محبت سے لبریز ہوتی ہے۔ حکومت اور تحریک طالبان پاکستان کی اس چپقلش میں ہم حکومت سے درخواست کریں گے کہ آپ حکمران ہیں۔ آپ کے پاس طاقت ہے۔ آپ کا اپنے ناراض بھائیوں کے سامنے جھک جانا آپ کی اعلیٰ ظرفی کا اظہار ہو گا۔ عوام اولاد کی مانند ہوتی ہے اور حکومت کا رول ایک ماں کا رول ہوتا ہے۔ آپ ماں کے مقدس رشتے کو کیوں بدنام کرتے ہیں؟ حکومت آگے بڑھے اور اپنے ناراض بھائیوں کو اپنی بانہوں میں لے لے---- اور تحریک طالبان پاکستان سے دست بستہ عرض ہے کہ غصہ تھوک دیں' بہت ہو گئی' غضب سے صرف شیطان فائدہ اٹھاتا ہے' وہ شیطان جس نے ہمارے پاک رب کو' جو الرحمٰن بھی ہے اور الرحیم بھی' چیلنج کیا تھا کہ میں تیرے بندوں کے راستے میں بیٹھوں گا' اور انہیں گمراہ کروں گا۔ تب ہر عیب سے پاک ہمارے رب نے جواب میں فرمایا تھا: میں تم سے اور ان گمراہ لوگوں سے جہنم کو بھر دوں گا اور میرے صالح بندے کبھی گمراہ نہ ہوں گے۔ ہماری دعا ہے کہ ہم سب نہ صرف مسلمانانِ پاکستان بلکہ کل اُمتِ مسلمہ شیطان کو مسترد کر دیں اور اللہ کے صالح بندے بن جائیں۔

آخر میں دونوں فریقوں کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ حالات و واقعات پر ذرا غور کریں' وہ یقیناً یہ نتیجہ اخذ کریں گے کہ شیطانِ اکبر یعنی امریکہ کیا رول ادا کر رہا ہے۔ وہ پاکستانی حکومت کی مالی و عسکری مدد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ (بقیہ صفحہ نمبر 19)

سورۃ الجمعہ: چند تمہیدی باتیں

نبی اکرم ﷺ کا دورِ بعثت اور انسان کا فکری و تمدنی ارتقاء

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 30 مئی 2014ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

حضرات! سورۃ الصف کا مطالعہ اللہ کے فضل و کرم سے مکمل ہوگیا ہے۔ آج ہم سورۃ الجمعہ کے مطالعہ کا آغاز کر رہے ہیں۔ میں نے اِس سورت کی ابتدائی چند آیات تلاوت کی ہیں۔ سورۃ الصف اور سورۃ الجمعہ دونوں باہم مربوط ہیں، بالکل جڑی ہوئی ہیں۔ والد محترم یہ بات اکثر فرمایا کرتے تھے کہ قرآن مجید کی سورتیں جوڑوں کی شکل میں ہیں۔ حدیث میں اس کے لیے لفظ ''اخوات'' آیا ہے۔ ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے سورۂ ہود کے بارے میں اپنی کیفیت بیان فرمائی کہ ''شَيَّبَتْنِي هُودٌ وَ اَخَوَاتُهَا'' یعنی ''سورۃ ہود اور اس کی بہنوں نے مجھے بوڑھا کر دیا۔'' بہرحال قرآنی سورتیں بہنیں یا جوڑے ہیں۔ بعض سورتوں میں یہ تعلق بہت واضح نظر آتا ہے، جیسے قرآن مجید کی آخری دو سورتیں معوذتین ہیں۔ اِن دونوں سورتوں کا مضمون تعوذ ہے۔ البتہ اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ایک حصہ ایک سورت میں اور دوسرا دوسری سورت میں بیان ہوا ہے۔ اسی طرح سورۃ المزمل اور سورۃ المدثر، ایک جوڑا ہے۔ ان دونوں میں خطاب نبی اکرم ﷺ سے ہے۔ اس نوعیت کی قرآنی سورتوں کے جوڑوں کی اور بھی بہت سی مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ تمام قرآنی سورتیں جوڑوں کی شکل میں ہیں۔ البتہ اس معاملے کو بہت گہرائی میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ تاہم بعض جگہوں پر جوڑوں کا یہ تعلق بہت نمایاں ہے۔ سورۃ الصف اور سورۃ الجمعہ کا یہی معاملہ ہے۔ ان میں اخوات کی یہ نسبت بہت نمایاں نظر آتی ہے۔ دونوں سورتوں کا آغاز تسبیح باری تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ سورۃ الصف میں فرمایا: ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝﴾ (آیت:۱) اِسی طرح یہاں فرمایا: ﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝﴾ (الجمعہ:۱)

سورۃ الصف میں نبی اکرم ﷺ کے مقصد بعثت اور آپ ﷺ کے خصوصی مشن اظہار دین حق کو بیان کیا گیا ہے، یعنی آپ ﷺ کو عطا کردہ دین آپ ﷺ کے ہاتھوں پورے نظام زندگی پر، پورے مذاہب پر غالب ہو کر رہے گا۔ یہ آپ ؐ کا خصوصی مشن ہے۔ یہاں سورۃ الجمعہ میں نبی اکرم ﷺ کے مقصد بعثت کے ایک اور خاص زاویہ کو زیر بحث لایا گیا ہے، اور وہ ہے آپ ﷺ کے انقلاب کا اساسی منہاج۔ آپ ﷺ نے ایک عظیم الشان انقلابی جماعت کیسے تیار کی، افراد کا تزکیہ کیسے فرمایا؟ حضرت

مرتب: ابو اکرام

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے بدترین دشمن تھے، وہ عمر فاروق ؓ کیسے بنے؟ یہ پراسس کیا ہے؟ آپ ﷺ کے ساتھیوں میں اتنا بڑا انقلاب کیسے آیا کہ

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

آپ ﷺ قدسی صفت صحابہ کرامؓ کے قلب و ذہن کے اندر کیونکر تبدیلی لائے۔ انقلاب پہلے افراد میں آتا ہے، اور جب وہ جماعت تیار ہوتی ہے جس کے افراد کے اندر انقلاب برپا ہو چکا ہوتا ہے، تو پھر وہ جماعت خارج میں انقلاب برپا کرتی ہے۔ تو آپ ؐ نے یہ جماعت کیسے تیار کی جس نے یہ عظیم اسلامی انقلاب برپا کیا، اور حضرت محمد عربی ﷺ کا مشن عرب کی حد تک مکمل ہوا۔ یہی سورۃ الجمعہ کا مرکزی مضمون ہے۔ آپ ﷺ کے سچے وفاداروں نے اس مشن کو خوب سمجھا، اور اس کو آگے بڑھایا اور اس خوبصورتی اور تیزی سے بڑھایا کہ عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔ غلبۂ دین کا یہ کام قیامت تک ہونا ہے۔ آپ ﷺ کا مشن تکمیلی شان کے ساتھ پورا تب ہوگا جب پورے روئے ارضی پر اللہ کا دین غالب اور قائم ہو جائے گا۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کی بعثت صرف عربوں کے لیے نہیں بلکہ پوری نوع انسانی کے لیے ہے۔ آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی اور رسول کی بعثت کل روئے ارضی کے لیے نہیں تھی، بلکہ وہ صرف اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے۔ غلبۂ دین کا جو کام اب ہونا ہے اُس کے لیے رہنمائی آپ ﷺ کی سیرت مطہرہ میں ہے۔ اور جیسے سورۃ الصف میں آپ ﷺ کے مقصد بعثت کے حوالے سے یہ آیت آئی تھی کہ ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝﴾ یہاں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ آپ ؐ نے کس طور سے ایک صالح جماعت تیار کی ﴿هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۤ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝﴾ (الجمعہ:2) یہ آیت کم و بیش انہی الفاظ کے ساتھ قرآن مجید میں چار جگہ آئی ہے۔ گویا جس آیت میں نبی اکرم ﷺ کے آفاقی مشن کا تذکرہ

تھا وہ قرآن میں تین جگہ آئی ہے اور اس آفاقی مشن کی تکمیل کے لیے جماعت تیار کرنے کے حوالے سے جو راہنمائی ہے اُس کا ذکر چار جگہ آیا ہے۔ یہ بھی گویا دونوں سورتوں میں مشابہت کا ایک بہت اہم پہلو ہے۔ غور کرنے والے جب غور کرتے ہیں تو ان مشابہتوں کی مختلف dimentions سامنے آتی ہیں۔ اس سورت کا نام الجمعہ ہے، اس لیے کہ اس کے دوسرے رکوع میں احکام جمعہ کا ذکر ہے۔ نظام جمعہ کا بڑا گہرا تعلق اس طریق کار سے ہے کہ جس پر نبی اکرم ﷺ نے اپنے ساتھیوں کی تربیت فرمائی اور صحابہ کی عظیم الشان انقلابی جماعت تیار کی۔

ایک چھوٹی سی علمی بحث بھی ہمارے سامنے آجائے۔ کہ آخری نبی و رسول کی بعثت کے لیے جو وقت اللہ کے ہاں طے ہوا، اس میں کیا حکمتیں دکھائی دیتی ہیں۔ نوع انسانی کا قافلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا۔ انہی کا پھر اماں حوا سے جوڑا بنایا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام پہلے انسان اور پہلے نبی بھی تھے۔ اُن کے بعد بھی نبی آتے رہے۔ قومیں بھی آتی رہیں۔ تباہ و برباد ہوتی رہیں۔ نبوت و رسالت کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوا۔ پہلی مرتبہ یہ سلسلہ اگر منقطع ہوا ہے تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کا 600 سال کا عرصہ ہے۔ اسے فترت اولیٰ بھی کہتے ہیں اس سے پہلے خاص طور پر حضرت موسیٰ سے حضرت عیسیٰ علیہما السلام تک تقریباً چودہ سو برس ایسے ہیں جن میں بنی اسرائیل میں ہر وقت کوئی نہ کوئی نبی رسول ضرور موجود رہے۔ بلکہ بعض اوقات ایک سے زیادہ نبی بھی موجود رہے۔ جب بھی ایک نبی کا انتقال ہوجاتا، اس کی جگہ لینے کے لیے وہاں پر دوسرا نبی موجود ہوتا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد 600 برس تک کوئی نبی اور رسول نہیں آیا۔ اس وقفہ کے بعد نبی اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی۔ آپ ﷺ پر آ کر نبوت و رسالت کا دروازہ مستقلاً بند کر دیا گیا۔ سوال یہ ہے کہ نبوت و رسالت کا سلسلہ آخری انسان تک کیوں نہ چلا؟ اس میں اللہ کی کیا حکمت ہے؟ یہ تو اللہ ہی جانتا ہے۔ لیکن غور و فکر کرنے والوں نے غور و فکر سے کچھ بنیادی نکات اخذ کیے ہیں۔ آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ نوع انسانی نبی اکرم ﷺ کے دور میں آ کر دو اعتبارات سے mature ہوگئی تھی جبکہ اس سے پہلے تمدنی ارتقا کا پراسس چل رہا تھا۔ ایک زمانہ تھا جب ہمارے آباء واجداد غاروں میں رہتے تھے۔ اُس وقت کوئی اجتماعی نظام نہیں تھا۔ کوئی میونسپلٹی نہیں تھی۔ ہر شخص آزاد تھا۔ اگلی سٹیج آئی تو قبیلے کے نظام نے جنم لیا۔ ہر قبیلہ کا ایک اپنا نظام ہوتا تھا۔ افرادِ قبیلہ کے لیے قبیلے کے سردار کا حکم ماننا لازمی تھا۔ قبیلے کی روایات باعث فخر سمجھی جاتی تھیں۔ لوگ کہتے کہ یہ ہمارے قبیلے کا رواج ہے' یہ ہماری رسم ہے' یہ ہماری ریت ہے وغیرہ۔ اگر غور کیا جائے تو قبائلی زندگی انسان کا تمدن کی طرف پہلا قدم تھا۔ اس لیے کہ اس سے پہلے انسان کو کامل آزادی حاصل تھی' اب یہاں اُس پر قدغن لگنی شروع ہوگئی۔ انسان یہاں آ کر پابند ہوگیا کہ بہرصورت قبیلہ کی رسم پوری کرے گا اور قبیلہ کی روایت پر چلے گا' خواہ وہ رسم اور روایت اُسے پسند ہو یا ناپسند۔ اس کے بعد اگلا دور آیا تو ایک قبیلے نے اپنا ایک شہر بھی بنا لیا۔ اُس کے گرد ایک فصیل بھی کھینچ لی اور اپنے نظام کو اور مستحکم کر لیا۔ اس طرح ایک قبیلے کی شہری ریاست قائم ہوگئی۔ جب حضور ﷺ کی بعثت ہوئی ہے مکہ مکرمہ بھی ایک قبیلے کی شہری ریاست تھا۔ وہاں وہی شخص رہ سکتا تھا جو قریشی ہو یا کسی قریشی کا حلیف ہو یا اُس کا غلام ہو یا اُس کی امان میں آ جائے۔ مکہ میں کوئی دوسرا نہیں رہ سکتا تھا۔ اُس کی حفاظت کی کوئی ضمانت نہیں تھی۔ پھر اگلا دور آیا تو کئی قبیلے ایک جگہ جمع ہوگئے اور ساتھ مل کر رہنے لگے۔ قبائل کے باہم مل کر رہنے سے یہ سوال پیدا ہوا کہ اُن کا آپس میں انٹریکشن کس بنیاد پر ہوگا۔ ظاہر ہے' مختلف قبیلے ہیں' اُن کے سردار مختلف ہیں' اُن کا نظام الگ الگ ہے۔ اگر ایک شہر میں رہنا ہے تو کچھ چیزیں تو آپس میں بہرحال طے کرنی پڑیں گی۔ یہیں سے گویا آئین و دستور کے تصور کا آغاز ہوا۔ آپ حیران ہوں گے مدینہ منورہ بھی پانچ قبیلوں پر مشتمل ایک بستی تھی۔ تین قبائل یہودی تھے یعنی بنونضیر' بنوقریظہ اور بنوقینقاع اور

پریس ریلیز 13 جون 2014ء

کراچی ایئر پورٹ کا سانحہ ہماری خفیہ ایجنسیوں اور حکومتی اداروں کی مکمل ناکامی کا نتیجہ ہے

حافظ عاکف سعید

کراچی ایئر پورٹ کا سانحہ ہماری خفیہ ایجنسیوں اور حکومتی اداروں کی مکمل ناکامی کا نتیجہ ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے نماز جمعہ کے بعد ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ دہشت گردوں نے منی پاکستان اور ہمارے تجارتی حب کو مکمل طور پر مفلوج کرنے کی کوشش کی جس میں وہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے کافی حد تک ناکام رہے۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ نائن الیون کے بعد پرائی جنگ کو اپنے دامن میں گھسیٹ لانے کا نتیجہ ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ زیادہ انسانی جانوں کا ضیاع اس لئے بھی ہوا کہ متعلقہ اداروں میں کوآرڈینیشن کا فقدان تھا۔ سندھ حکومت نے لوگوں کی جان بچانے میں مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کیا خصوصاً وہ سات افراد جو کولڈ سٹوریج میں پھنس گئے تھے اُن کی چیخ و پکار کے باوجود اُنہیں ریسکیو کرنے کی رتی بھر کوشش نہ کی گئی جس پر وہ جان بحق ہوگئے۔ اُنہوں نے کہا کہ اپنی کوتاہیوں اور غفلت پر اظہار ندامت کرنے اور اُنہیں دور کرنے کی بجائے اب صوبائی اور مرکزی حکومت عورتوں کی طرح لڑ رہی ہیں۔ اُنہوں نے صوبائی اور مرکزی دونوں حکومتوں کے رویہ پر سخت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ شہریوں کی جان و مال کی حفاظت اُن کی ترجیحات میں شامل ہی نہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر یہی صورت حال رہی تو پاکستان میں خون کی ہولی وقفہ وقفہ سے کھیلی جاتی رہے گی۔ اُنہوں نے دعا کی کہ اللہ ہمیں ایسے بُرے وقت سے بچائے کہ پاکستان مکمل طور پر افتراق و انتشار کا شکار ہو جائے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

دو عرب قبیلے تھے یعنی اوس اور خزرج۔ یہودیوں کا اپنا الگ نظام تھا۔ ان کے ہاں سردار تھے' مفتی اور علماء تھے۔ وہ تورات کے ماننے والے تھے۔ عرب قبائل اوس اور خزرج کے ہاں یہ طے تھا کہ اگر اوس کا کوئی نوجوان کسی خزرجی کو قتل کر دے گا تو اُسے تین گنا دیت ادا کرنی ہوگی' اور اگر کوئی خزرجی اوسی کو قتل کرے گا تو اُسے صرف ایک تہائی دینی پڑے گی۔ ذرا سوچیے' اس صورتحال پر کسی اوسی نوجوان کا خون کس قدر کھولتا ہوگا کہ خزرجی کے مقابلے میں میرے خون کی قیمت ایک تہائی ہے۔ اس کے بعد اگلے مرحلے پر سلطنتیں قائم ہوئیں۔ جیسے عرب کے شمال میں کئی سو سال سے دو سلطنتیں تھیں: سلطنت روما اور سلطنت ایران۔ سلطنتیں وجود میں آئیں تو اب محلات کھڑے کیے گئے' فوجیں بنائی گئیں' جو تربیت یافتہ اور مسلح تھیں۔ پھر بادشاہوں نے عوام کی گردنوں پر اپنی بادشاہی اور خدائی کا تخت رکھا۔ عوام پر ظلم ڈھائے جانے لگے۔ محنت مزدور کرتا اور اُس کی کمائی پر عیش بادشاہ اور جاگیردار کرتا تھا۔ اگر کوئی شخص بادشاہ کے ظلم کے خلاف سر اُٹھاتا' تو فوجیں اُس کا سر کچل دیتی تھیں۔ مثلاً ایک شخص کپڑا بُن رہا ہے تو اُس سے کہا جاتا کہ تمہیں اتنا ٹیکس دینا ہوگا ورنہ تمہارا سر کچل دیا جائے گا۔ یہ ظالمانہ نظام جب ظلم کی انتہا کو پہنچ گیا تو انسان غلام' مجبور' مقہور اور مظلوم بن کر رہ گیا۔ اس کے پاس کھانے پینے کو کچھ نہ ہوتا۔ اس کے مقابلے میں جاگیردار گل چھرے اڑانے لگے۔ بادشاہوں کے محلات میں مشرق و مغرب کا نسوانی حسن جمع کیا جانے لگا۔ کنیزوں کی فوجوں کی فوجیں لائی گئیں۔ یہی وقت تھا جب محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی۔ آپؐ کی بعثت کے زمانے میں دنیا ایمپائرز کے دور میں داخل ہو چکی تھی۔ نوع انسانی یہ سفر تدریجاً طے کرتے ہوئے یہاں تک پہنچی۔ تمدنی ارتقا اس سے آگے کا نہیں ہے۔ وہ سفر جو ایک غار سے شروع ہوا تھا اور ہوتے ہوئے سلطنتوں کے دور تک پہنچا' آپؐ پر آ کر اپنی میچورٹی کو پہنچ گیا تھا۔ اب اس سے آگے ایک ہی جمپ تھا کہ نوع انسانی کے لیے ایک ہی عادلانہ نظام پیش کیا جائے اور اس جمپ کے لیے سب سے موزوں دین اور نظام صرف اور صرف اسلام ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے انسان کی اِس ضرورت کو بتمام و کمال پورا کر دیا۔ آپ ﷺ کو دین حق' کامل نظام زندگی اور ایک عادلانہ نظام عطا کیا گیا' تا کہ آپ ﷺ اُسے کل نظامہائے زندگی پر غالب کر دیں اور انسان کو ظالمانہ نظام کے شکنجے سے رہائی دلائیں۔

دوسری جانب جس دور میں آپ ﷺ کی بعثت ہوئی' نوع انسانی ذہنی و فکری اعتبار سے بھی بلوغت کو پہنچ گئی تھی۔ یوں سمجھیے' پہلے انسان ذہنی و فکری اعتبار سے عہد طفولیت میں تھا۔ وہ جیسے جیسے آگے بڑھتا گیا' ہدایت بھی ترقی کرتی گئی۔ ایک پرائمری کے طالب علم کے لیے اگر آپ پی ایچ ڈی ٹیوٹر رکھ دیں گے تو وہ اسے پی ایچ ڈی نہیں کرا سکے گا؟ اس لیے کہ بچے کا ذہنی افق ابھی بلند نہیں ہے۔ وہ اس کی ذہنی سطح کے مطابق ہی پڑھا پائے گا۔ اگرچہ اس کے پاس علم کا خزانہ ہے' مگر جس کو دینا ہے' اُسے اس کی استعداد کو پیش نظر رکھ کر دینا ہوگا۔

آنحضور ﷺ کی بعثت حضرت آدم علیہ السلام کے کم و بیش چھ ہزار سال بعد ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ذہنی و فکری' فلسفیانہ اور منطقی بحثوں اور مابعد الطبیعیات کے اعتبار سے انسان بالغ ہو چکا تھا۔ عجیب بات ہے کہ اسلام سے قبل کے تاریخ انسانی کے 1200 سال (600 ق م تا 600 عیسوی) ہی وہ عرصہ ہے جس میں مروجہ تمام مذاہب اور فلسفے پیدا ہوئے۔ اسی عرصے میں بدھ ازم' جین ازم' کنفیوشش ازم اور تاؤ ازم آئے۔ اسی دور میں سقراط اور بقراط آئے۔ اسی عرصے میں مانی وانی آئے۔ وجود کی حقیقت کیا ہے؟ کائنات کیا ہے؟ اس کی ابتدا اور انتہا کیا ہے؟ ہماری زندگی کی ابتدا اور انتہا کہاں ہے۔ ہم کہاں سے آئے اور کہاں جا رہے ہیں؟

سنی حکایتِ ہستی تو درمیاں سے سنی
نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم

یہ سارے سوالات وہ ہیں جن پر فلسفی غور کرتے رہے۔ اس عرصے میں چین' ہندوستان' ایران اور یونان کے فلسفیوں نے اس بارے میں اپنے اپنے نظریات اور خیالات پیش کیے' اور انہی کے فلسفوں کو شہرت ملی۔ آج کے دور میں جو بھی فلسفے ہیں وہ سب نئی بوتلوں میں پرانی شراب کی مانند ہیں۔ کوئی نئی فکر حقیقت کے اعتبار سے اس دور کے بعد سامنے نہیں آئی۔ بہرکیف جب ان 1200 سالوں کے دوران انسانی ذہن فلسفیانہ اور منطقی اعتبار سے اپنے عروج کو پہنچ گیا' تب رسول اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی اور الہدیٰ' کامل ہدایت کے نزول کا آخری مرحلہ آیا۔ قرآن حکیم کامل ہدایت نامہ ہے۔ ایک انسان' ایک فلسفی حقائق کی تلاش کے حوالے سے بالآخر وہیں پہنچے گا جہاں اقبال پہنچے ہیں۔ علامہ اقبال نے ساری عمر فلسفہ پڑھا ہے۔ اس دور میں فلسفہ ایک بہت اہم مضمون سمجھا جاتا تھا اور جرمنی اس کا بہت بڑا مرکز تھا۔ علامہ اقبال نے وہاں جا کر فلسفے کی تعلیم حاصل کی۔ لیکن بالآخر کہاں پہنچے؟ اللہ کی کتاب تک۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو ترے عفو بندہ نواز میں

آخری دور میں اُن کے سرہانے صرف اور صرف قرآن رہتا تھا۔ تو جب انسان سب کچھ سوچ چکا تو اُسے آخری آسمانی ہدایت دے دی گئی اور اُس ہدایت کو محفوظ کر دیا گیا۔ اس سے پہلے ہدایت کے مختلف ایڈیشنز آتے تھے' مگر وہ مکمل نہیں تھے۔ اس لئے اللہ نے اُن کی حفاظت کا ذمہ بھی نہ لیا۔ جب انسان عقلی اعتبار سے بلوغت کو پہنچ گیا تو آسمانی ہدایت کو بھی ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا گیا۔ یہ تکمیل نبوت و رسالت کا بہت اہم پہلو ہے۔ جب رسالت اور نبوت اپنے مرتبہ کمال کو پہنچ گئی تب اُس کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا۔ پرانی وحی محفوظ نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا کردہ کتاب انجیل کے جو دو قدیم ترین نسخے اب بھی ملتے ہیں وہ چوتھی صدی عیسوی کے ہیں اور وہ اصل زبان میں نہیں ہیں جس میں وہ نازل ہوئی تھی بلکہ اس کے ترجمے کے کچھ اوراق ہیں۔ اللہ نے پہلی کتابوں کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا اور نہ اس کی ضرورت تھی۔ اس لیے کہ الہدیٰ ابھی آنی تھی۔ اسی طرح جب تمدنی اعتبار سے نوع انسانی بلوغت کو پہنچ گئی تو اسے کامل نظام یعنی دین حق دے دیا گیا۔ یہ نظام کل نوع انسانی اور تمام روئے ارضی کے لیے ہے۔ یہ ہر دور کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے اور یہ حقیقی عادلانہ نظام ہے۔ آج کی دنیا گلوبل ویلج ہے۔ اور اسلامی نظام قیامت تک کے لیے تمام نوع انسانی کی ہر قسم کی ضرورت کو پورا کر سکتا ہے۔

نبوت و رسالت کے اختتام کا یہ مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک سلسلہ چلا آ رہا تھا اور اچانک اُس کا اختتام ہو گیا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہدایت کا جو سلسلہ چلا آ رہا تھا وہ ترقی کرتے کرتے نقطۂ کمال کو پہنچ گیا تو اللہ نے یہ دروازہ بند کر دیا۔ سلسلۂ نبوت و رسالت ختم کر دیا گیا۔ اب انسان اتنا میچور ہو چکا ہے کہ محفوظ آسمانی وحی قرآن حکیم کی روشنی میں کل نوع انسانی کے لیے عادلانہ نظام تشکیل دے سکتا ہے۔ لہٰذا جو بھی حق کا متلاشی ہے اس کے لیے رکاوٹ کوئی نہیں ہے۔ ہدایت و راہنمائی کے سارے اسباب اللہ نے پیدا کر دیے ہیں۔ یہ ہے اس سورت کا مضمون اور اس کے ضمن میں بہت اہم بحث۔ سورۃ الجمعہ کا میں تعارف کرا چکا ہوں۔ ہم آئندہ جمعہ اس کا مطالعہ شروع کریں گے۔ ان شاءاللہ

واحد حل: مکمل دوطرفہ سیز فائر

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

اقوام متحدہ میں روسی سفیر نے کہا ہے کہ افغانستان میں بین الاقوامی افواج کا مشن ناکام ہوگیا ہے۔ نیز یہ کہ ایساف کمان کو اپنے مشن کے نتائج سے متعلق رپورٹ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے سامنے پیش کرنی چاہیے......! رپورٹ کیا پیش ہوگی۔

آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں
تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل!

روس و ایساف یکساں انجام کو پہنچے......! جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا! یہ عالمی ہائی فائی جنگجو تابوت کی صورت، معذور ہوکر، نفسیاتی مریض بن کر یا گل دیوانے ہوکر واپس گئے۔ استثنا صرف قیدیوں کی ہے کہ وہ ہٹے کٹے، صحیح الدماغ واپس لوٹے۔ ایک مثال ایوان ریڈلے کی ہے۔ صحافی، عورت جو طالبان کے اخلاق اور حسن سلوک، ان کی تہذیب وشائستگی کی گرویدہ ہوکر لوٹی۔ اپنی آزاد مرضی سے بعد ازاں قرآن پڑھ کر مسلمان ہوئی۔ اسلام میں عورت پر مغرب کے تمام تر نفرت انگیز پراپیگنڈے کا یہ ایک ہی جواب لاکھوں تحریروں پر بھاری ہے۔ تقابل کے لیے مظلوم ومقہور عافیہ صدیقی دو تہذیبوں کا فرق بتانے کو بہت ہے۔ اب دوسرا قیدی سارجنٹ برگڈال رہا ہوا ہے۔

رہائی کے منظر میں سپر پاور قیدی وصول کرتے ہوئے (طالبان کی ریلیز کردہ ویڈیو میں) جس خوف اور گھبراہٹ میں مبتلا تھی دیدنی تھا۔ آسمان پر حفاظتی طیارہ اور ہیلی کاپٹر فضائی نگرانی پر مامور تھے۔ افغان راکٹ اور کلاشنکوفیں لیے موجود تھے علاقے میں۔ فضا میں تکبیر بلند تھی۔ وسعت افلاک میں تکبیر مسلسل، والی اقبالؒ کی توضیح مجسم تھی۔ اِدھر خود اعتمادی کا پہرا تھا۔ اُدھر گھبراہٹوں (Panic Attack) کا دورہ پڑا دکھائی دے رہا تھا۔ وقت حوالگی طالب نے کہا کہ (وصول کرتے ہوئے) قیدی کی صحت دیکھ لیجیے، اس بارے کوئی تبصرہ تو نہیں؟ مگر اُدھر ایک کھسیانی خاموشی تھی۔ ہاتھ ملا کر قیدی لے کر الٹے پاؤں سرپٹ دوڑے۔ جان بچی سو لاکھوں پائے۔ خیریت گزری کہ ہاتھ ملاتے ہوئے کوئی پھٹ نہیں گیا! ایک منٹ میں ساری کارروائی مکمل ہوگئی۔ طالبان ترجمان نے اے پی کو بیان دیتے ہوئے بتایا کہ اسے فٹ بال کھیلنا پسند تھا اور اسے پوری اجازت تھی۔ کتابیں پڑھنا چاہتا تھا جو اسے فراہم کی جاتی رہیں (انگریزی میں)۔ اس کی مرضی کے پھل دیئے جاتے تھے۔ ہم نے اس سے اچھا سلوک کیا۔

دوسری جانب دنیا کو تہذیب سکھانے کے مشن پر مامور دنیا بھر میں امریکی جنگ کے ہر عنصر کو تقابل کے لیے دیکھ لیجیے۔ ابوغریب کی ہولناک داستانیں۔ گوانتاناموبے میں قانون اور انسانی حقوق سے محروم قیدیوں کے باڑے۔ بدترین عقوبت خانے جو مسلم ممالک میں کفر کی جنگ کا لقمہ بننے والے اسلام پسندوں کا مقدر بنے۔ خواہ وہ مصر، اردن، تیونس ہو یا پاکستان۔ لاپتہ اور حراستی مراکز کی کہانی سپریم کورٹ اور پشاور ہائی کورٹ کی زبانی اتنے سالوں پر محیط دیکھ پڑھ لیجیے۔

یکم جون کی دی نیوز کی رپورٹ کے مطابق سوات کے حراستی مراکز میں 2 عسکریت پسند دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔ رحمت اللہ اور عبدالرحمٰن۔ اس سے پہلے دوران حراست وہ کئی قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہوئے۔ اسی خبر میں حالیہ سالوں میں یوں تحویل میں مرنے والے نوجوانوں کی تعداد 225 ہے۔ سب اسی طرح کس مپرسی میں ٹی بی، گردے فیل، گوناگوں بیماریوں کا شکار، خوراک کی کمی، تازہ ہوا، سورج کی کرن سے محروم ڈھانچے بن بن کر، آخر میں رہا سہا دل دورہ پڑ کر نجات اور رہائی دلا دیتا رہا۔ عدلیہ قانون کی پاسداری کی تلقین کرتے کرتے ہار گئی۔ حکومتی اداروں کے ساتھ مسلسل یہ کش مکش رہی۔ لاپتہ افراد پر چیف جسٹس پشاور ہائی کورٹ نے 3 حاضر سروس افسران تک کو جواب طلبی کے لیے نوٹس جاری کیے مگر آئین کی بالادستی پارٹ کے پرخچے اڑتے دیکھنے ہوں تو یہاں اور جیو پر عدالتی احکام کے حشر میں دیکھا جاسکتا ہے۔ رٹ آف سٹیٹ قائم کرنے کو لال مسجد اور فاٹا کی آبادی کے کچے مکانات پر بمباری۔ یہاں آئین مکمل بے حیثیت! جنگ گروپ کی گاڑیاں جلائیں، صحافیوں پر حملے ہوئے۔ غیر قانونی، ماورائے عدالت تمام حربے استعمال ہوئے۔ اخبار جلائے، تقسیم روکی۔ حکومت کی بے بسی اور اوقات بھی اس آئینے میں دیکھی جاسکتی ہے۔

میڈیا اخلاقی اقدار، حیا، نظریۂ پاکستان، ایمان، اسلام کے پرخچے اڑاتا رہا ہے۔ کھلی چھٹی 13 سال حاصل رہی۔ سزا ان امور پر نہیں۔ نمونۂ عبرت بنادو اگر مقتدر اداروں کی شان میں گستاخی کی کوئی جرأت کرے۔ پاکستان کو اب تک مشرق وسطیٰ کے ممالک، مصر و شام کے مقابل اگر کوئی امتیاز حاصل تھا تو کسی درجے کی آزادئ اظہار کا تھا۔ اب اس پر کاری ضرب لگی ہے۔ جیو کی لائسنس معطلی اور کروڑ روپے جرمانے کی صورت۔ کاش کہ یہ سزا تمام چینلز کو یکساں طور پر ملک بھر میں اخلاقی اقدار کی دھجیاں بکھیرنے پر دی گئی ہوتی۔ ٹیلی ویژن نشریات تو بدستور مہذب گھرانوں کے دکھانے کے لائق نہیں۔ بھارتی فلموں اور اخلاقی سڑاند کی وہی بھرمار ہے۔ تاہم میڈیا کو سانپ سنگھا دیا گیا ہے حق گوئی و بیباکی پر۔ ہوشیار باش! یہ توہین سب سے بڑی Blasphemy ہے جس پر معافی قبول نہیں۔ عوام کی بے مائیگی دیکھنی ہو تو اسلام آباد میں کم تنخواہ اور 100 روپیہ طبی الاؤنس پر احتجاج کناں اساتذہ اور کلرکوں پر بے رحمانہ لاٹھی چارج ملاحظہ ہو، اور حکمرانوں کے پیر کی موچ اور چھینک کا علاج لندن میں ہو اور ان پر لاٹھیاں برسیں۔

اسی تسلسل میں دیگر مسلم ممالک کا منظرنامہ دیکھیے۔ سیسی اور بشار الاسد کی ریکارڈ توڑ مقبولیت! 96.9 فیصد ووٹ السیسی اور 90 فیصد بشار لے کر کامیاب ہوئے۔ ''جس کی بندوق اس کے ووٹ'' کی بنیاد پر یہ شرح انہی ممالک کے حصے آتی رہی۔ سیسی نے حسنی مبارک کا ریکارڈ بھی توڑ دیا۔ امریکہ نے گونگلوؤں سے تھوڑی بہت مٹی جھاڑ کر مصری جمہوریت (جو اگرچہ فوجی بغاوت تھی مگر امریکہ نے نام بھی نہ لیا!) کی پیٹھ ٹھونکی اور فرمایا......ہم مصر کی نئی حکومت! کے ساتھ مل کر کام کریں گے۔ جناب! یہ آپ ہی کی حکومت کا تسلسل

ہے۔ فراعنۂ دہر کی حکومت ! قوم کے لیے یہ نہایت نامبارک فوجی حکومتیں...... کہ بشارالاسد کی فوج نے حال ہی میں بیرل بموں سے 567 بچوں سمیت 2000 افراد کو شہید کیا ہے۔ فرزانہ پر تڑپ کر بیان داغنے گھر کنے

> جیو کی لائسنس معطلی اور کروڑ روپے جرمانے کی سزا، کاش تمام چینلز کو یکساں طور پر ملک بھر میں اخلاقی اقدار کی دھجیاں بکھیرنے پر دی گئی ہوتی

والوں کو معصوم بچوں کے لاشوں سے کوئی ہمدردی نہیں۔ ان کا غم اور رگ ہمدردی صرف عشق عاشقی پر پھڑکتی ہے۔ یمن، لیبیا میں بھی کہانی مختلف نہیں۔ لیبیا میں اسلام پسند منتخب پارلیمنٹ پر شب خون مارنے کے پیچھے امریکی لے پالک جنرل خلیفہ بالقاسم حفتار ہے۔ اسے امریکہ نے سنبھال کرسی آئی اے کے صدر دفتر کی بغل میں رکھا۔ اب لیبیا (تیل سے مالا مال) پر اسے چھوڑا ہے۔ مزید لیبیا کے فوجیوں کو امریکہ تربیت دے رہا ہے استعمال کرنے کے لیے۔ عراق، افغانستان، مصر، شام، لیبیا۔۔۔ کون سا مقام ہے جسے خانہ جنگی اور بربادی کی راہ نہیں دکھائی۔ 8 کھرب 26 ارب روپے ہم اس جنگ کی نذر کر چکے۔ یہ ہے امریکہ دوستی کا مآل ! اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

ہمارا تو منشور واضح ہے محسنؔ
لگا کر بجھائی، بجھا کر لگائی !

کراچی ایئر پورٹ پر اتنا بھاری بھرکم نقصان 9/11 کے بعد امریکی دباؤ پر بنائی گئی پالیسی کے زقوم کا نیا کڑوا کسیلا تلخ پھل ہے۔ مذاکرات کے دوران عرصے میں امن قائم رہا۔ ادھر ہماری جانب سے لیت ولعل اور پھر بمباری کے ذریعے محدود آپریشن شروع ہوا، ساتھ ہی یہ آگ بھڑک اٹھی۔ پہلے سے مذاکرات مخالف، آپریشن کے درپے حلقے پھر آپریشن چلا رہے ہیں۔ گویا آگ کو آگ سے بجھانے کے درپے ہیں۔ اس پالیسی کے ناسور کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے اور نامراد جنگ پر مکمل دوطرفہ سیز فائر کے سوا کوئی دوسرا حل نہیں۔ مگر امریکہ اجازت نہیں دے گا۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

اوریا مقبول جان
theharferaz@yahoo.com

مقدمہ کہیں اور درج ہو چکا ہے۔ اس بارگاہ میں جس کے سامنے ہیرا ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ پرِ کاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔ جو جس کے ساتھ کھڑا ہوگا اس کا انجام بھی اس کے ساتھ ہوگا۔ یہ مقدمہ اس مالکِ کائنات کے ایک دہائی تک تحمل اور دی جانے والی مہلت کے بعد درج ہوا ہے۔ اسے کسی گواہ وکیل یا بحث کی حاجت نہیں۔ وہ سب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں چھپا ہوا ہے اور جو تمہارے افعال سے ظاہر ہے۔ وہ حکم دے تو تمہارے ہاتھ پاؤں اور جسم کے اعضاء گواہی دینے لگ جائیں۔ اس کا اپنا تعزیراتی قانون ہے۔ اس تعزیراتی قانون کے تحت کچھ جرائم کی فرد جرم روز حشر کھلے گی۔ لیکن چند جرائم ایسے ہیں جن کا فیصلہ وہ اسی دنیا میں کرتا ہے۔ ان جرائم میں سے ایک جرم سورۃ النور کی آیت نمبر 19 میں درج ہے۔ اللہ فرماتا ہے ''یاد رکھو جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔''

یہ وہ فرد جرم ہے جو اس قوم کے دروازوں پر چسپاں ہو چکی۔ ان سب دروازوں پر جو گیس کی بندش پر، بجلی کی لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لیے، تنخواہوں میں اور مراعات کی خاطر، جمہوریت کی بقا اور آمریت کے خاتمے کے لیے سڑکوں پر نکلتے رہے۔ کبھی کسی رہنما یا پارٹی کے کہنے پر اور کبھی خود بخود غصے کے عالم میں جو انتقام اور انصاف کی خاطر لاشیں سڑکوں پر رکھ کر احتجاج بھی کرتے رہے اور مخالفین کی لاشیں بھی گراتے رہے، لیکن اللہ کے اس تعزیراتی قانون جزا و سزا پر ان کا نہ دل خوف سے کانپا اور نہ ان کی زبانوں میں جنبش ہوئی۔ بلکہ انھوں نے ایسے لوگوں کا تمسخر اڑایا جو اس گناہ کو ہاتھ سے روکنے کے لیے آگے بڑھے۔ لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے لوگوں نے جب فحش فلموں کو نذر آتش کیا تو آزادی اظہار کے نام پر ایک طوفان کھڑا ہوا۔ ہر کوئی گلا پھاڑ پھاڑ کر چیخ رہا تھا۔ جب انھیں رسول ﷺ کی یہ حدیث سنائی گئی کہ جب کوئی برائی دیکھو تو ہاتھ سے روک دو۔ اگر استطاعت نہیں رکھتے تو زبان سے روکو۔ اگر پھر بھی استطاعت نہیں رکھتے تو دل میں برا کہو اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ تو ایسے میں انھیں ریاست اور اس کی عملداری یاد آ گئی۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے قوانین اور اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کا موقع ہاتھ آیا تو منافقت کی انتہا دیکھیں کہ ہائی کورٹ میں قتل ہونے والی فرزانہ پر وہی لکھنے والے یہی حدیث لکھ کر طعنے دیتے رہے۔ اللہ قیامت کے دن ان کی نیتوں پر فیصلے کرے گا۔ لیکن دنیا میں جن جرائم پر فیصلہ ہونا ہے وہ لوگوں کے ظاہر پر ہوگا۔ یہ فیصلہ بحیثیتِ مجموعی قوم، علاقے اور بستی پر نافذ ہوتا ہے۔ اس کا ارشاد ہے اور ڈرو اس وبال سے جو تم میں سے صرف ظالموں ہی کو لاحق نہ ہوگا (الانفال:25)۔

یہ وبال قوموں کی کسی جرم پر بدترین خاموشی پر بھی آیا کرتا ہے۔ اللہ سورۃ النمل کی 48 ویں آیت میں فرماتا ہے: ''اور اس شہر میں نو (9) لوگ ایسے تھے جو فساد برپا کرتے تھے اور اصلاح سے کام نہیں لیتے تھے۔'' یہ وہ لوگ تھے جن کو پوری قوم نے اپنا رہنما تسلیم کر لیا تھا۔ وہ ان کی بداعمالیوں پر خاموش تھی اور ان کے ظلم پر آواز بلند نہیں کرتی تھی۔ یوں اللہ نے ان پر اپنا فیصلہ مسلط کر دیا اور بستی میں ہر خاص و عام کو عذاب کا مزا چکھا دیا۔

آج سے تقریباً دو سال قبل جب اس چینل پر شہزاد رائے کا یہ گانا بار بار نشر ہو رہا تھا تو خوف سے دل کانپ اٹھتا تھا۔ جو لوگ میڈیا کی باریکیوں کو جانتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ کسی فقرے یا گانے میں وقفہ (Pause) ایک خاص مقصد کے لیے دیا جاتا ہے، تاکہ لوگ اس دوران اپنے دماغ میں جو خیال آئے سوچیں۔ گانے میں شہزاد رائے گاتا ہے: ''چند لوگوں نے ...... پوری قوم کی' (اس کے بعد ایک لمبا وقفہ) پھر ''قسمت اپنے ہاتھ

میں‘‘۔ اس وقفے کے دوران ہر کوئی جانتا ہے کہ لوگوں کے ذہن میں کیا آئے گا۔ پنجاب حکومت کے ایک دردِ دل رکھنے والے افسر نے چینل کے مالک سے فون کر کے سوال کیا کہ تم سمجھتے ہو کہ اس سے لوگوں کے دماغ میں اشارہ کس فحاشی کی طرف ہوتا ہے۔ اس افسر کے بقول مالک نے ڈھٹائی کے ساتھ جواب دیا: ہاں جانتا ہوں اور یہی حقیقت ہے۔

افسر کے بقول ایک دن ایک اعلیٰ سطح کی تعلیمی مہم کے دوران شہزاد رائے کو پنجاب حکومت نے بلایا۔ اس نے اسے علیحدہ کر کے کہا، تمہیں معلوم ہے تمہارے اس گانے سے لوگ کس قدر مشتعل ہو رہے ہیں۔ میرے پاس رپورٹس ہیں کہ تمہاری جان کو خطرہ ہے۔ اس کے اگلے دن گانا بند ہو گیا۔ میں اس افسر کا نام اس لیے نہیں لکھ سکتا کہ مجھے اس کی استطاعت کا علم ہے۔ اس نے اپنی استطاعت کے مطابق فرض ادا کر دیا اور اللہ اسے اس کا اجر عطا فرمائے گا۔ لیکن وہ جو استطاعت رکھتے تھے انھوں نے شہزاد رائے کو ہیرو بنایا۔ نہ اہل اقتدار کے پاؤں میں لغزش آئی اور نہ ہی میڈیا کے کارپردازوں کے دل کانپے، بلکہ 7 فروری 2013ء کو اسی گلوکار کو ایک مقبول ٹاک شو میں ایک قومی ہیرو بنا کر پیش کیا گیا۔

یہ تو فردِ جرم کی ایک چھوٹی سی گواہی ہے۔ اس ملک میں فحش کو عام کرنے کے لیے گزشتہ دس سالوں کے خبروں کے بلیٹن نکال لیے جائیں تو ثبوتوں کے انبار لگ جاتے ہیں۔ وہ لوگ جو نیت باندھ کر صرف خبریں سننے بیٹھتے تھے ان کے سامنے اچانک ایک نیم برہنہ بھارتی اداکارہ آئٹم سانگ کرتی نظر آنے لگتی تھی۔ دنیا کا کون سا ایسا ماڈرن گھرانہ ہے جس میں ایک لڑکی باتھ روم سے ٹانگوں کے بال صاف کرتی نکلے اور گھر والوں کو دکھائے کہ اس کی ٹانگیں کتنی ملائم ہو چکیں ہیں۔ ہم نے اشتہارات کے نام پر یہ سب دیکھا۔

ایک فردِ جرم اور بھی ہے۔ اس فردِ جرم کا تعلق اس پاکستان کے حوالے سے اللہ کی غیرت سے وابستہ ہے۔ دنیا میں دو سو کے قریب ممالک رنگ، نسل اور زبان کی بنیاد پر وجود میں آئے، لیکن یہ واحد ملک ہے جو اللہ کے نام پر وجود میں آیا۔ اللہ اپنی نشانیوں سے ثابت کرتا ہے کہ اس ملک کے ساتھ کھلواڑ کرنے والوں کا وہ کیا حشر کرتا ہے۔ کیا اندرا گاندھی کو سزا سکھوں کے گولڈن ٹمپل کی وجہ سے ملی نہیں؟ آج تک اس خاندان کا کوئی فرد طبعی موت نہ مر سکا۔ کیا شیخ مجیب الرحمٰن اور اس کے خاندان کی لاشیں ایک طویل عرصہ اس لیے پڑی رہیں کہ اس نے بنگالیوں کے خواب پورے نہیں کیے تھے۔

کیا ذوالفقار علی بھٹو اور اس کے پورے خاندان کو احمد رضا قصوری کو قتل کرنے کی سزا ملی کہ آج تک گڑھی خدا بخش ایک طبعی موت مرنے والے کے جنازے کو ترس رہا ہے۔ اللہ کا اپنا اصول سزا ہے۔ میرے شہر کے بزرگ ایک سچا واقعہ سناتے ہیں۔ ایک بھینس چور آہستہ آہستہ قاتل اور ڈاکو بن گیا۔ پولیس کی ملی بھگت سے بچ جاتا۔ ایک دن کسی بڑے شخص کے قتل کے الزام میں گرفتار ہوا۔ پھانسی کی سزا ہوئی، سپریم کورٹ تک قائم رہی۔ ماں ملاقات کرنے گئی تو اس نے کہا کہ میں نے بہت قتل کیے لیکن یہ قتل نہیں کیا۔ ماں دریائے چناب کے کنارے بیٹھے ایک درویشِ خدا مست کے پاس چلی گئی۔ قصہ سنایا۔ درویش نے نظریں زمین پر گاڑھے کہا کہ جاؤ اسے بولو بھینس معاف نہیں کرتی۔ اس نے بیٹے سے کہا تو اس نے سر جھکا لیا اور کہا اب مجھے ضرور پھانسی ہو جائے گی۔ یہ شروع شروع کا قصہ ہے، میں نے ایک گاؤں سے بھینس چوری کی اس کا بچھڑا ساتھ چلنے لگا۔ اتنے میں گاؤں والوں کو پتہ چل گیا۔ وہ میرے پیچھے دوڑ پڑے اور ان کی آوازیں مجھ تک آنے لگیں۔ بچھڑا آہستہ آہستہ چلتا تھا اور گائے رک کر اس کا انتظار کرتی۔ مجھ پر خوف سوار ہوا۔ میں نے بندوق سے فائر کر کے بچھڑے کو مار دیا۔ بھینس نے بس ایک دفعہ منہ اٹھا کر آسمان کی جانب دیکھا اور ہمارے ساتھ چلنے لگی۔

اس ملک کے اس آفاقی نظریے کا جس قدر مذاق تضحیک اور تمسخر پچھلے چند سالوں میں اڑایا گیا گزشتہ ستر سال کی تاریخ میں ایسا نہیں ہوا۔ یہ پاکستان کا نہیں، ان دس لاکھ شہیدوں کی روحوں کا تمسخر تھا، جن کی جانیں اس ملک کی تخلیق پر قربان ہوئیں۔ شہید مرتے نہیں زندہ ہوتے ہیں اور وہ دس لاکھ اس ملک کی سرحدوں پر موجود یہ تماشا دیکھتے رہے۔ ’’پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ‘‘ کے نعرے کو اپنے آقاؤں کی خوشنودی کے لیے ایک نئے نعرے میں بدلنے کی کوشش کی گئی۔

مقدمہ کہیں اور درج ہو چکا ہے۔ یہ مقدمہ آئی ایس آئی اور فوج کی تضحیک کا مقدمہ نہیں۔ اس مقدمے کا کوئی ایک مجرم نہیں۔ اس مقدمے کا پہلا عذاب ہم گزشتہ کئی سالوں سے بھگت رہے ہیں۔ اللہ اس عذاب کے بارے میں فرماتا ہے اور تمہیں مختلف ٹولیوں اور گروہوں میں بانٹ کر ایک دوسرے سے لڑا دے اور ایک دوسرے کی طاقت کا مزا چکھائے (الانعام:65)۔ لیکن شاید ہم نے اس عذاب کو اللہ کی نشانی نہیں سمجھا۔ فیصلہ تو صرف اللہ جانتا ہے۔ لیکن اہل نظر زمین کی جنبش کو خوفناک دیکھ رہے ہیں۔ زمین تھرتھراتی ہے تو سب کلمہ پڑھتے ہوئے بھاگ نکلتے ہیں۔ زلزلوں کا شور بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ کیا ہوگا؟ صرف اللہ جانتا ہے لیکن خوف سے زبانیں گنگ ہیں اور آنکھیں پتھرائی ہوئی۔

دعائے مغفرت کی اپیل

- حلقہ کراچی جنوبی کے منفرد رفقاء جناب محی الدین صدیقی اور سید معین یار راشد رضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔
- رفیق تنظیم حافظ ندیم الحسن کے والد اور تنظیم اسلامی کے نائب ناظم نشر و اشاعت فرقان دانش کے سسر شیخ محمد سفیر الحسن قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ رفقاء واحباب سے بھی مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

تنظیمی اطلاعات

مقامی تنظیم ’’باغ‘‘ میں زراب حسین عباسی کا بطور امیر تقرر

ناظم حلقہ آزاد کشمیر کی جانب سے مقامی تنظیم باغ میں تقرر امیر کے لیے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 29 مئی 2014ء میں مشورہ کے بعد زراب حسین عباسی کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

’’قرآن اکیڈمی‘‘ میں شاہد رحمٰن صدیقی کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ کراچی جنوبی کی جانب سے مقامی تنظیم قرآن اکیڈمی میں تقرر امیر کے لیے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 29 مئی 2014ء میں مشورہ کے بعد شاہد رحمٰن صدیقی کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

رمضان میں نبی کریم ﷺ کے معمولات

ڈاکٹر محمد جنید ندوی

نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ یہ تھی کہ جب تک چاند کے نظر آنے کی تحقیق نہ ہو جاتی یا کوئی عینی گواہ نہ مل جاتا، روزہ شروع نہ کرتے۔ اگر آسمان پر ابر وغیرہ ہونے سے چاند دکھائی نہ دیتا اور کہیں سے شہادت بھی نہ ملتی تو شعبان کے تیس دن پورے کرتے۔ یہی صورت رمضان المبارک کے آخری افطار کی تھی۔ صحیح بخاری کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تک چاند دیکھ نہ لو روزہ نہ رکھو (اسی طرح) جب تک چاند نظر نہ آ جائے افطار نہ کرو اور اگر بادل چھا جائیں تو مہینے کی مدت پوری کرو۔'' نبی اکرم ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ روزہ رکھنے کے سلسلے میں صرف ایک مسلمان کی گواہی کافی سمجھتے اور ماہ رمضان کے اختتام کے لئے دو مسلمانوں کی گواہی طلب فرماتے تھے۔

سحری

نبی اکرم ﷺ سحری ضرور کھاتے تھے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔''

(بخاری ومسلم)

ایک اور موقع پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے اور اہل کتاب کے روزہ کے درمیان فرق کرنے والی چیز سحری ہے۔'' (مسلم)

افطار

نبی اکرم ﷺ افطار میں جلدی فرماتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث قدسی میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنے بندوں میں مجھے وہ بندہ زیادہ محبوب ہے جو روزہ کے افطار میں جلدی کرے۔'' (ترمذی) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تک میری امت کے لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے اچھے حال میں رہیں گے۔'' (بخاری ومسلم)

نبی اکرم ﷺ ہمیشہ کھجور یا پانی سے روزہ افطار فرماتے تھے (مسند احمد، ابی داوٗد، ابن ماجہ اور مسند دارمی) افطار کے وقت آپؐ یہ دعا فرماتے ((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ)) (ابوداوٗ) ''اے اللہ میں نے تیرے ہی واسطے روزہ رکھا، اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔''

عبادت الٰہی میں بے پناہ مشغولیت

رمضان کا مہینہ نبی اکرم ﷺ کے لئے سب سے زیادہ ذوق افزا تھا۔ آپؐ کا معمول تھا کہ جب رمضان کا مہینہ قریب آ جاتا تو کمر ہمت کس لیتے اور اہل ایمان کو بھی اس کا شایانِ شان استقبال کرنے کو کہتے۔ ایک مرتبہ شعبان کی آخری تاریخ کو آپؐ نے خطبہ ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! ایک عظیم اور بابرکت مہینہ تم پر سایہ فگن ہونے کو ہے، وہ مہینہ جس کی ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جس میں روزہ رکھنا فرض ہے اور جس کی راتوں میں تراویح پڑھنا افضل ہے۔ جو شخص اس مہینے میں برضا ورغبت نیکی کا کام کرے گا اس کا ثواب عام مہینوں میں فرض کی ادائی کے برابر ملے گا اور جو اس ماہ مقدس میں فرض ادا کرے گا اسے ستر فرضوں کے برابر ثواب عنایت ہوگا۔ رمضان کا مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ معاشرے کے غریب اور حاجت مندوں کے ساتھ مالی ہمدردی کا مہینہ ہے۔'' (مشکوٰۃ)

تلاوت قرآن کریم

رمضان المبارک میں نبی اکرم ﷺ کے معمولات قرآن میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر رات کو رسول ﷺ سے ملاقات کرتے، جس میں حضور اکرم ﷺ قرآن سناتے۔ اس طرح پورے قرآن کا دور مکمل ہو جاتا تھا۔ ابوداوٗد کی روایت کے مطابق نبی اکرم ﷺ کی تلاوت کا وقت نماز عشاء کے بعد ہوتا تھا۔ روزانہ سورتوں کی تعداد مقرر تھی۔ اس تعداد کے موافق تلاوت کر لیا کرتے تھے۔ رات کے پچھلے پہر اٹھ کر کسی سورت یا چند آیات کی تلاوت کرتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''ایک دفعہ رات کو میں نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ آنکھیں ملتے ہوئے بیدار ہوئے۔ رات کے سناٹے میں تارے جھلملا رہے تھے۔ آپؐ نے نظر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا اور یہ آیتیں پڑھیں: ﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا...... الی آخر الایۃ﴾ (آل عمران آیت نمبر 190:191) ''زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں اور رات دن کے باری باری سے آنے میں ان ہوش مندوں کے لئے بہت نشانیاں ہیں جو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی ساخت میں غور وفکر کرتے ہیں۔ (وہ بے اختیار بول اٹھتے ہیں) پروردگارا! یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے، تو پاک ہے اس سے کہ عبث کام کرے، پس اے رب! ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔''

دعا ومناجات

رمضان المبارک میں نبی اکرم ﷺ کی دعا و مناجات میں بھی اضافہ ہو جاتا تھا۔ گھر کے سب افراد جب سو جاتے تو آپؐ چپ چاپ بستر سے اٹھتے اور مناجات الٰہی میں مشغول ہو جاتے۔ سنن نسائی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ''ایک رات میری آنکھ کھلی تو رسول ﷺ کو بستر پر نہ پایا، سمجھی کہ آپؐ کسی اور بیوی کے حجرے میں تشریف لے گئے ہیں۔ اندھیرے میں اِدھر اُدھر ٹٹولا تو دیکھا کہ پیشانی اقدس خاک پر ہے اور آپؐ سربسجود دعا میں مصروف ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھے اپنے شبہ پر ندامت ہوئی اور دل میں کہا: ''سبحان اللہ! ہم کس خیال میں ہیں اور آپؐ کس عالم میں۔'' کبھی کبھی راتوں کو اٹھ کر آپؐ تن تنہا قبرستان میں تشریف لے جاتے تھے اور دعا وزاری کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپؐ کے پیچھے پیچھے حضرت عائشہؓ گئیں تو دیکھا کہ آپؐ جنت البقیع میں داخل ہو کر دعا مانگ رہے ہیں۔ (نسائی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق نبی اکرم ﷺ یہ دعا بھی فرماتے: ''خداوند تیری حمد ہو، تو آسمان وزمین کا نور ہے، تیری حمد ہو، تو آسمان وزمین جو کچھ ان میں ہے سب کا پروردگار ہے، تو حق ہے۔ تیرا وعدہ حق ہے، تیری بات حق ہے، تجھ سے ملنا حق ہے،

جنت حق ہے، قیامت حق ہے۔ خداوند میں نے تیرے ہی آستانے پر سر جھکایا ہے، تجھی پر ایمان لایا ہوں، تجھی پر میں نے بھروسا کیا، تیرے ہی زور پر جھگڑتا ہوں، تجھ ہی سے فیصلہ چاہتا ہوں، تو میرا اگلا اور پچھلا کھلا اور چھپا ہر گناہ معاف کر۔ تو ہی میرا معبود ہے۔ تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں۔'' (مسلم) دعا اور نماز کے بعد آپؐ سو جاتے۔ دفعتاً سپیدۂ سحر نمودار ہوتا، آپؐ بیدار ہوتے، صبح کی سنت ادا کر کے مسجد تشریف لے جاتے۔ اس وقت یہ الفاظ زبان مبارک پر ہوتے: ''خدایا میرے دل میں نور پیدا کر، میری زبان اور میری قوت سامعہ میں نور پیدا کر، آنکھوں میں نور پیدا کر، میرے پیچھے اور میرے آگے نور پیدا کر، میرے اوپر اور نیچے نور پیدا کر اور مجھے نور عطا کر۔ (مسلم)

نماز تراویح اور اس کی ترغیب

تراویح جمع ہے ''ترویحہ'' کی جس کا مطلب ہے آرام کرنے کے لئے تھوڑی دیر بیٹھنا۔ چار رکعتوں کے بعد آرام کرتے ہیں، اس لئے اس کا نام تراویح ہو گیا۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک کی راتوں میں طویل قیام فرماتے تھے۔ ایک رات حضور اکرم ﷺ نے یہ نماز پڑھی، لوگوں نے دیکھا تو وہ بھی نماز میں شامل ہو گئے۔ دوسری اور تیسری رات بھی یہی ہوا۔ چوتھی رات آئی تو اس قدر لوگ اکٹھے ہو گئے کہ مسجد میں ان کا سمانا مشکل ہو گیا۔ اس رات حضور اکرم ﷺ گھر سے ہی نہ نکلے اور لوگ بیٹھے انتظار کرتے رہے۔ اگلے روز حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تم لوگوں کے انتظار کا علم تھا، لیکن میں اس لئے نہیں آیا کہ کہیں یہ نماز تم لوگوں پر فرض نہ ہو جائے اور پھر تم اسے ادا نہ کر سکو۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ رمضان المبارک میں قیام اللیل کی ترغیب دلاتے تھے۔ اس کے بعد مسلمان الگ الگ تراویح پڑھتے رہے۔ حضرت عمر فاروق ؓ نے اپنے زمانے میں با جماعت تراویح پڑھنے کا اہتمام کیا جو آج تک مسلمان معاشروں میں چلا آ رہا ہے۔

دن کے معمولات

رمضان المبارک میں نبی اکرم ﷺ مسلمانوں کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ روزوں کے فضائل و برکات اور ان کا اجر و ثواب بیان فرماتے، روزوں کی روح کو اپنانے کی دعوت دیتے اور ان کاموں سے بچنے کی تلقین فرماتے جن سے بھوک و پیاس اور راتوں کو جاگنے کی محنت و مشقت بالکل ضائع ہو جاتی ہے۔ ایک مرتبہ روزوں کا اجر و ثواب ان الفاظ میں بیان فرمایا: ''جس شخص نے ایمانی کیفیت کے ساتھ اور اجر آخرت کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اور راتوں کو قیام کیا، اللہ اس کے ان گناہوں کو معاف کر دے گا جو پہلے سرزد ہو چکے ہیں۔'' (صحیح مسلم)

ایک مرتبہ روزے کی فضیلت یوں بیان فرمائی: ''روزہ اور قرآن مومن کے لئے سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا: ''اے میرے رب! میں نے اس شخص کو دن میں کھانے اور دوسری لذتوں سے روکا تو یہ رکا رہا، اس شخص کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔'' قرآن کہے گا: ''میں نے اسے رات کے وقت سونے سے روکا، اے میرے رب! اس شخص کے حق میں میری سفارش قبول کر۔'' چنانچہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی سفارش قبول فرمائے گا۔'' (رواہ احمد)

آخری عشرہ

حضرت عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں عام دنوں کے مقابلے میں عبادت و ذکر میں بے پناہ محنت و مشقت فرماتے تھے۔ عشرہ آخر شروع ہوتا تو آپؐ کمر کس لیتے، تمام رات بیدار رہتے، ازواج مطہراتؓ سے بے تعلق ہو جاتے، اہل خانہ کو بھی نماز کے لئے جگاتے، یاد الٰہی اور عبادت میں مشغول رہتے۔''

(بحوالہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابوداؤد)

اعتکاف

نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں عموماً اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ وصال کے سال آپؐ نے دس کے بجائے بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔ مسجد نبویؐ میں ایک خیمہ لگا دیا جاتا تھا اور نبی ﷺ ہر طرف سے یکسو اور سب سے منقطع ہو کر ہمہ وقت یاد الٰہی اور عبادت گزاری میں مشغول رہتے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

لیلۃ القدر

لیلۃ القدر کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''رمضان المبارک کے مہینہ میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس رات کی بھلائی سے محروم رہا وہ بس محروم ہی رہ گیا۔ اور اس بھلائی سے وہی محروم ہوتا ہے جو کامل محروم ہو۔'' (رواہ ابن ماجہ)

حضرت عائشہ ؓ کو مخاطب کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا: ''شب قدر کو تلاش کرو، رمضان کی آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں۔'' (صحیح بخاری) بعض صحابہ کرامؓ کے خیال میں یہ ستائیسویں کی رات ہے۔

لیلۃ القدر کی دعا

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں: ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اگر میں شب قدر کو پاؤں تو اللہ سے کیا عرض کروں اور کیا دعا مانگوں؟ آپؐ نے فرمایا یہ کہا کرو: ((اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ)) ''اے میرے اللہ! تو بہت معاف فرمانے والا ہے اور بڑا اکرم فرمانا اور معاف کر دینا تجھے پسند ہے، پس تو میری خطائیں معاف فرما دے۔''

فیاضی

حضرت ابن عباس ؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ فیاض تو تھے ہی لیکن جب رمضان کا مہینہ آتا اور جبرائیل علیہ السلام قرآن سنانے آتے تو آپؐ کی فیاضی کی کوئی حد نہ رہتی۔ آپؐ کی فیاضی ہوا سے بھی آگے نکل جاتی۔ (صحیح بخاری)

صدقۂ فطر

نبی اکرم ﷺ نماز عید کے لئے جانے سے پہلے خود بھی صدقہ فطر ادا کرتے تھے اور آپؐ نے مسلمانوں میں سے ہر غلام و آزاد، ہر مرد و عورت اور چھوٹے بڑے پر صدقہ فطر لازم کیا ہے۔ اس کی مقدار گندم کا آدھا صاع جبکہ جو، کھجور، کشمش اور پنیر کا ایک صاع (جبکہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک گندم سمیت ہر جنس کا ایک صاع) ہے۔ صدقہ فطر نماز عید کے لئے جانے سے پہلے تک دیا جانا ضروری ہے۔ (بحوالہ صحیح بخاری و مسلم)

سفر میں روزہ

نبی اکرم ﷺ کبھی سفر میں روزے رکھتے اور کبھی قضا فرماتے، تاکہ امتی اپنے حالات کے مطابق جس طریقے پر چاہیں عمل کر سکیں۔ آپؐ کے ارشادات اور طرز عمل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر دوران سفر ضروری کاموں کا حرج اور نقصان ہوتا ہو تو روزہ قضا کرنا بہتر ہے اور اگر ایسی صورت نہ ہو تو روزہ رکھنا بہتر ہے۔

مسواک

احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ روزے کے دوران میں مسواک فرمایا کرتے تھے اور وضو کرتے وقت مسواک کا استعمال فرماتے تھے۔

GSP پلس میں موت کی سزا سمیت بہت سی اسلامی سزاؤں کے خاتمے کی شرائط موجود ہیں۔ (رضاء الحق)

عالم اسلام کے مسائل کا حل UNO کے پاس نہیں نظام خلافت کے قیام میں ہے۔ (اوریا مقبول جان)

قرضے لے کر دنیا کا کوئی ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ استعماری سازشوں کی وجہ سے پاکستانی معیشت بحران کا شکار ہے۔ (ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی)

رب کی دھرتی پر رب کا نظام قائم کریں گے تو ملک میں معاشی خوشحالی آئے گی۔ (حافظ عاکف سعید)

شعبہ نشر واشاعت تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ’’معاشی خوشحالی: مگر کس قیمت پر؟‘‘ کے موضوع پر منعقدہ سیمینار کی رُوداد

ملک کو ایشین ٹائیگر بنانے کا نعرہ لگانے والے حکمرانوں نے گزشتہ ایک سال سے توانائی بحران کے خاتمے کے لیے چین کے اشتراک سے مختلف منصوبے شروع کیے ہیں۔ موٹروے اور میٹرو سمیت کئی ترقیاتی پراجیکٹس کی منصوبہ بندی ہو رہی ہے جس کے لیے دھڑا دھڑ قرضے لیے جا رہے ہیں۔ دسمبر 2013ء میں حکومت نے یورپی یونین کے ساتھ GSP-Plus کے حوالے سے معاہدہ کیا جس کے تحت یورپی یونین مختلف اشیاء کی امپورٹ وایکسپورٹ پر کسٹم ڈیوٹی اور ٹیرف کی شرح میں بہت حد تک کمی کر دے گی۔ کہا یہ جا رہا ہے کہ اس معاہدے کی وجہ سے پاکستان کے ٹیکسٹائل ایکسپورٹ سیکٹر کو بہت مالی فوائد حاصل ہوں گے۔ لیکن یہ معاہدہ کن سنگین شرائط پر کیا گیا وہ بوجوہ منظر عام پر نہیں لائیں گے۔ اس معاہدے کی تفصیلات جب تنظیم اسلامی کی اعلیٰ قیادت کے علم میں آئیں تو مشاورت کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ ہمیں اپنے پلیٹ فارم سے عوام الناس کو آگاہ کرنا چاہیے کہ ’’قوم فروختند چہ ارزاں فروختند‘‘ لہٰذا مرکزی شعبہ نشر واشاعت نے امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب کی زیر صدارت معاشی خوشحالی: مگر کس قیمت پر؟ کے عنوان سے خصوصی سیمینار کا اہتمام کیا اور کراچی سے معروف ماہر معیشت ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی صاحب کو مہمانِ خصوصی کے طور پر مدعو کیا۔ دیگر مقررین میں معروف دانشور و کالم نگار جناب اوریا مقبول جان اور انجمن خدام القرآن کے ریسرچ سکالر جناب رضاء الحق شامل تھے۔ قرآن آڈیٹوریم میں پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ قاری احمد ہاشمی نے سعادت تلاوت حاصل کی۔ سٹیج سیکرٹری مرزا ایوب بیگ صاحب نے سیمینار کی مختصر غرض وغایت بیان کرنے کے بعد سب سے پہلے ریسرچ سکالر رضاء الحق صاحب کو خطاب کی دعوت دی۔

رپورٹ: وسیم احمد

انھوں نے کہا کہ یورپی منڈیوں تک رسائی GSP-Plus کا ایک مثبت پہلو ہے لیکن یہ معاہدہ تمام اشیاء کے لیے نہیں ہے اس معاہدے کا اطلاق صرف ان اشیاء پر ہوتا ہے جنھیں یورپی یونین منظور کرے۔ پاکستان کو اس معاہدے کو جاری رکھنے کے لیے UNO کے 27 کنونشنز جنھیں بعض معاشی ماہرین Conditions کہتے ہیں پوری کرنا ہوں گی۔ حکومت پاکستان نے آنکھیں بند کر کے ان تمام شرائط کو پورا کرنے کی حامی بھر لی ہے حالانکہ یہ کنونشنز بنانے کا مقصد ہی اسلامی روایات اور اسلامی کلچر کے خاتمے کی کوشش ہے۔ انھوں نے GSP پلس کے خدوخال کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ انسانی حقوق کے نام پر بے شمار غیر اسلامی شرائط اس معاہدے کا حصہ ہیں۔ اس میں موت کی سزا سمیت بہت سی اسلامی سزاؤں کے خاتمے کی شرط بھی موجود ہے۔ مرد وزن کے آزادانہ جنسی تعلقات اور خواتین کے حقوق کے حوالے سے مغربی تصورات کی تنفیذ بھی GSP پلس کے مقاصد میں شامل ہے۔ انھوں نے کہا کہ ایک حدیث کی رو سے معاشی ترقی کے نام پر GSP پلس کی شرائط ماننا گویا دجال کے رزق اور پانی کو قبول کرنے کے مترادف ہے۔ معروف دانشور اور کالم نگار اوریا مقبول جان نے اپنے خطاب میں کہا کہ دنیا کے 421 افراد کی دولت تقسیم کر دی جائے تو دنیا بھر میں کوئی غریب نہ رہے۔ عالم اسلام کے مسائل کا حل UNO کے پاس نہیں، نظام خلافت کے قیام میں ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ استعماری قوتوں نے پوری دنیا کو اپنی غلامی کے شکنجے میں جکڑنے کے لیے سیکولر سٹیٹ، ملکی آئین، مرکزی بنک اور جمہوریت کا تصور دیا، جو خلاف اسلام ہے۔ اس ایجنڈے کی تنفیذ کے لیے اقوام متحدہ کا ادارہ ان کا سب سے بڑا آلہ کار ہے۔ GSP پلس بھی ان کے اسی ایجنڈے کا حصہ ہے۔ عالمی اداروں کے اس استحصال سے بچنے کی واحد راہ گلوبل ویلیج کے نام پر مسلط کیے جانے والے ایجنڈے اور اصطلاحات سے علیحدگی میں پوشیدہ ہے۔ بدقسمتی سے ہم چند روپوں کی خاطر ان کی ہر شرط ماننے پر تیار ہیں جان لیجیے ایسے اقدامات

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام قرآن آڈیٹوریم میں بجٹ سیمینار سے حافظ عاکف سعید، شاہد حسن صدیقی، اوریا مقبول جان، رضاء الحق اور مرزا ایوب بیگ خطاب کر رہے ہیں

دنیا و آخرت کا خسارہ ہیں۔ سیمینار کے مہمانِ خصوصی ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی نے کہا کہ حکومت پاکستان میں خوشحالی لانے کے دعوے کر رہی ہے لیکن ایسی خوشحالی کے لیے قوم کو عزت نفس کی قربانی دینا ہوگی۔ نواز شریف نے الیکشن سے قبل عوام سے قرض نہ لینے کا وعدہ کیا تھا لیکن اقتدار سنبھالتے ہی ان کا یہ دعویٰ غلط ثابت ہوا۔ اس وقت حکومت امریکی سفارش پر IMF سے دھڑا دھڑ قرض لے رہی ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ دنیا کا کوئی ملک قرضے لے کر ترقی نہیں کرسکتا ہم اس خوش فہمی میں کیوں مبتلا ہیں۔ ہم بچت اور اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے سرمایہ کاری کریں تو ملک ترقی کرسکتا ہے۔ بیرونی سرمایہ کاری ایک سازش ہے جس میں ہم جکڑے جا رہے ہیں اُنھوں نے کہا کہ انکم سپورٹ پروگرام کی بجائے ملک میں مائیکرو فنانس اسکیم متعارف کروائی جائے۔ زراعت، سٹاک ایکسچینج اور پراپرٹی کے بزنس کو ٹیکس نیٹ میں لایا جائے تو بیرونی قرضوں کی ضرورت نہیں رہے گی۔ سوئیزرلینڈ سے لوٹی ہوئی دولت واپس لانے والے ملک میں 6 ہزار ارب کی ٹیکس چوری کیوں نہیں روکتے۔ سپریم کورٹ میں جاری معاشی مقدمات کو ''ڈمپ'' کر دیا گیا ہے۔ نواز حکومت، ٹیکس چوری روکنے کا منشور لے کر آئی لیکن اب قومی اداروں کی پرائیویٹائزیشن پر تلی ہوئی ہے۔ انھوں نے کہا کہ پاکستان میں ٹیکسوں کا نظام معاشی استحصال پر مبنی ہے جو اسلام اور آئین پاکستان کے خلاف ہے۔ IMF سے قرضے لینے پر پابندی لگانے کے لیے ملک میں قانون سازی کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو بے پناہ وسائل عطا فرمائے ہیں لیکن ہم نے اپنی نااہلیوں سے پاکستان کو معاشی بدحالی کا شکار کر دیا ہے۔ فرینڈز آف پاکستان، کیری لوگر بل، بھارت کو MFN کا درجہ، یورو بانڈز کا اجراء اور IMF کے قرضوں کا انبار پاکستان کے خلاف گریٹ گیم کا حصہ ہیں۔ گزشتہ 6 سالوں میں IMF سے پاکستان کو 18 ارب ڈالر کا قرضہ دلایا گیا، حالانکہ اس سے قبل 28 سالوں میں اسی IMF نے پاکستان کو صرف 6 ارب ڈالر کا قرضہ دیا تھا۔ انھوں نے کہا کہ انہی استعماری سازشوں کی وجہ سے پاکستانی معیشت بحران کا شکار ہے اور حکومتی اشرافیہ جان بوجھ کر اس گریٹ گیم کا حصہ بن رہی ہے۔ امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے صدارتی خطبے میں حاضرین اور شرکاء مقررین کا خصوصی شکریہ ادا کیا اور موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ GSP پلس کے ذریعے خوشحالی صرف مراعات یافتہ طبقے کو ملے گی اور محروم طبقات کی محرومی میں اضافہ ہی ہوگا۔ اُنھوں نے کہا کہ 9/11 کا واقعہ صرف پاکستان کے لیے ٹرننگ پوائنٹ نہیں بلکہ ملت اسلامیہ کے لیے بھی بہت اہم تھا۔ گزشتہ 66 سالوں میں ہم نے اس ملک میں اللہ کے دین کے ساتھ جو سلوک روا رکھا۔ 9/11 کے بعد سب سے پہلے پاکستان کا نعرہ لگا کر اللہ کے غضب کو مزید بھڑکانے میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی۔ اُنھوں نے کہا کہ قرآن کی رُو سے خوشحالی اللہ کے دین سے منسلک ہونے اور نفاذِ شریعت میں ہے۔ رب کی دھرتی پر رب کا نظام قائم کریں گے تو معاشی خوشحالی آئے گی۔ اللہ کے نظام کو نافذ کیے بغیر معاشی خوشحالی کے دعوے محض سراب ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ اللہ اور رسول ﷺ سے بغاوت کر کے ہمیں کبھی خوشحالی نہیں مل سکتی۔ حکمرانوں کا GSP پلس کے سٹیٹس کو خوشحالی کا دروازہ قرار دینا عوام کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔ انھوں نے کہا کہ GSP پلس، اقوام متحدہ کے ان 27 کنونشنز کا حصہ ہے جو پوری دنیا پر مسلّط کیے گئے ہیں، GSP پلس کے حوالے سے UNO کی شرائط کو ماننا اللہ سے بغاوت کے مترادف ہے۔ دین سے بے وفائی اور بغاوت کی وجہ سے اللہ کی طرف سے مسلمان قوم پر بھوک، اور خوف کا عذاب مسلط کر دیا گیا ہے۔ اللہ کا دین نافذ نہ کرنا ہمارا قومی جرم ہے۔ جس میں صرف حکمران ہی نہیں عوام بھی مجرم ہیں۔ بدقسمتی سے قوم اس جرم کے ازالے کے لیے تیار نہیں ہو رہی۔ جب تک ہم ملک میں دین نافذ نہیں کریں گے، دربدر کی ٹھوکریں ہمارا مقدر بنی رہیں گی۔

☆☆☆☆☆

روزہ اور رمضان المبارک کی عظمت اور فضیلت سے آگاہی
اور عظمتِ انسان سے واقفیت کے لئے

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کے دو کتابچے ----- خود پڑھیے اور احباب کو تحفتاً پیش کیجیے:

① عظمتِ صوم
حدیث قدسی فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ کی روشنی میں
25/- روپے

② عظمتِ صیام و قیامِ رمضان مبارک
25/- روپے

دورۂ بھارت کے اثرات اور لندن پلان

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

مہمانانِ گرامی: حافظ عاکف سعید (امیر تنظیم اسلامی)
ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

میزبان: وسیم احمد
مرتب: فرقان دانش

سوال: وزیر اعظم نواز شریف نے اپنی حلف برداری کی تقریب میں منموہن سنگھ صاحب کو دعوت دی تھی جو انھوں نے قبول نہیں کی تھی۔ حال ہی میں نریندر مودی نے نواز شریف کو اپنی حلف برداری کی تقریب میں شرکت کی دعوت دی تو وہ انڈیا تشریف لے گئے۔ آپ بتائیں کہ نواز شریف کو یہ دورہ کرنا چاہیے تھا یا نہیں؟

حافظ عاکف سعید: پریس میں اور قوم کی طرف سے اس پر ملا جلا ردعمل آیا ہے۔ کچھ لوگ اس کی تائید کرتے ہیں اور کچھ لوگ اس کے خلاف بات کرتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ نواز شریف کا ایک مثبت قدم تھا یعنی ان کا وہاں جانا بہت مناسب تھا۔ وزیر اعظم کے دورۂ بھارت کے تجزیہ سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ پاکستان اور بھارت کی دشمنی کی بنیاد کیا ہے۔ ہمیں انڈیا سے یا ہندو سے شکایت نہیں ہے بلکہ اصل شکایت ہندو کو ہم سے ہے۔ تقسیم ہند، اُس کے لیے ناقابل برداشت تھا، اصل ایشو یہ ہے۔ مسلمانوں نے ایک حصہ کاٹ کر اپنے لیے منتخب کر لیا۔ ان کے دھرتی ماتا کے تصور پر ہم نے ضرب لگائی۔ ہم نے ان کے تصور مہا بھارت اور مادر وطن کو شدید طور پر ڈسٹرب کیا کہ اس میں سے ایک حصہ کاٹ کر علیحدہ کر دیا ہے۔ اس پس منظر میں ہمارے لیے اصل معاملہ یہ ہے کہ کیا ہمارے لیے بھارت سے دشمنی والا طرزِ عمل رکھنا صحیح ہے یا غلط، یعنی ہندوستانیوں کے ساتھ ہمارا رویہ ہمیشہ منفی ہی ہونا چاہیے یا مثبت ہونا چاہیے؟ کیا وہ ہمارے پڑوسی نہیں ہیں؟ پڑوسی کی حیثیت سے تو ہمارے دین کی تعلیمات یہ ہیں کہ اگر پڑوسی غیر مسلم بھی ہے تو اس کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے لیے دعوت کا ایک میدان ہے، اور جب تک آپ کے اس کے ساتھ تعلقات اچھے نہ ہوں، مثبت نہ ہوں دعوت موثر نہیں ہو سکتی۔ دوسری طرف پاکستان کے وجود کو ہندو نے ایک دن کے لیے بھی تسلیم نہیں کیا۔ اگرچہ اللہ کی طرف سے ہمارے لیے جو معاونت رہی ہے اس پر جتنا شکر ادا کیا جائے وہ کم ہے۔ ہم نے ہمیشہ کوشش کی ان کے ساتھ برابری کی بنیاد پر معاملات طے کریں۔ 1971ء کی شکست کے بعد پاکستان اور بھارت کے درمیان بہت زیادہ گیپ آ گیا اور پاکستان بہت نیچے چلا گیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایٹمی صلاحیت عطا کر کے پھر ایک اعتبار سے ان کی سطح پر بات کرنے کا موقع عطا کر دیا۔ یہ اللہ کی ہم پر خصوصی نوازشات ہیں۔ بہرحال ہندو ہمیشہ پاکستان کے خلاف سازشیں کرے گا اور اس کی کوشش ہوگی کہ اس تقسیم کو ختم کر دیا جائے۔ لہٰذا ہمیں اس کی سازشوں سے چوکنا رہنا ہوگا۔ اگر ہم یہ سمجھیں کہ ہم ان کے ساتھ خیر خواہی کر رہے ہیں اور جواباً وہ بھی ہمارے ساتھ خیر خواہی کریں گے تو یہ ہماری غلط فہمی ہے۔ اس صورت حال میں اگر ہم ہندو کے ساتھ قیام امن اور تجارت کے معاملات کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں تو اس کے لیے پہلے یہ ضروری ہوگا کہ پاکستان کے نظریاتی تشخص کو مضبوط بنایا جائے۔ اس لیے کہ اگر نظریاتی تشخص مضبوط نہیں ہوگا تو پھر تقسیم ہند کا کوئی جواز نہیں رہتا۔ اگر دونوں طرف ایک ہی نظام رائج رہے اور اس میں کوئی فرق نہ ہو تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ پاکستان کیوں بنایا گیا؟ یہ مصنوعی لکیر کیوں کھینچی گئی؟ آج کل کے نوجوان کے ذہنوں میں یہ سوال اسی لئے پیدا ہوتا ہے۔ ہم نے اپنے نظریاتی تشخص کو مضبوط نہیں کیا اور اسلام کا عادلانہ نظام قائم کر کے دنیا کے سامنے نمونہ پیش نہ کر سکے۔ لہٰذا آج ہمارے نوجوان اس بات کو وزن دیتے ہیں کہ یہ تقسیم کیوں کی گئی تھی۔ موجودہ صورت حال میں اگر ہم انڈیا کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں تو ہمارا تشخص بالکل ختم ہو سکتا ہے۔ نظریاتی سطح پر انڈیا ہمیں نگل لے گا۔ اس لیے کہ سیکولرازم ہی دونوں طرف ہے تو پھر انڈیا بڑا سیکولر ملک ہے۔ اور سیکولرازم کی زیادہ بہتر مثال اُنھوں نے قائم کی ہے۔ مجھے سونیا گاندھی کی بات یاد آ رہی ہے۔ آج سے پندرہ بیس سال پہلے اس نے کراچی کا دورہ کیا تھا۔ واپسی پر اس نے یہ بیان دیا تھا کہ ہم پاکستان کو ثقافتی طور پر فتح کر چکے ہیں، کیونکہ میں جس جس جگہ گئی ہوں، میں نے دیکھا کہ ہر گھر میں انڈین فلمیں موجود ہیں اور بڑے اہتمام سے ہر فیملی انھیں دیکھتی ہے۔ ہمارا ہی کلچر وہاں فروغ پا رہا ہے۔ لہٰذا ہم پاکستان کو ثقافتی طور پر فتح کر چکے ہیں۔

سوال: ہماری اسلامی تعلیمات یہی ہیں کہ ہمسایہ کے ساتھ اچھے تعلقات ہونے چاہیے۔ اس تناظر میں پورے دورے کا اگر آپ تجزیہ کریں تو آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اس دورے سے ہم نے کیا کھویا کیا پایا؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ نواز شریف کا دورہ ایک اچھا اقدام ہے۔ لیکن اس وقت بھی یہ خبریں آ رہی تھیں کہ نریندر مودی نے یہ ایک سیاسی اور سفارتی چال چلی ہے اور اب دورے کے بعد محسوس ہو رہا ہے کہ واقعتاً یہ ایک سیاسی چال تھی۔ مثلاً اگر نواز شریف اس دعوت کو مسترد کر دیتے تو دنیا کے سامنے یہ تاثر آتا کہ قیام امن کی محض باتیں ہیں، یہ تو امن نہیں چاہتے۔ جب نواز شریف وہاں چلے گئے تو بھارتی وزیر اعظم نے بجائے اس کے کہ باہمی دلچسپی کے اُمور پر گفتگو کرتے، ان کو ایک چارج شیٹ پکڑا دی۔ انڈین فارن سیکرٹری سجاتا سنگھ نے بتایا کہ وزیر اعظم نواز شریف اور مودی سرکار کی جو ملاقات ہوئی ہے اس میں مودی سرکار نے پانچ مطالبات ان کو دیئے ہیں۔ ان مطالبات کو اگر ہم دیکھیں تو وہ گھوم پھر کر ممبئی حملے کے حوالے سے ہی ہیں۔ مثلاً یہ کہ ان کے مجرموں کو سزا دی جائے۔ ان کے وائٹ Samples مہیا کیے جائیں۔ ان کے خلاف مقدمات کو منطقی انجام تک پہنچایا جائے۔ دہشت گردوں کی پروڈکشن اور ان کی ایکسپورٹ بند کی جائے۔ ان مطالبات کا پاکستانی عوام میں ایک شدید

ردعمل پیدا ہوا ہے۔ وہ یہ کہ ہمیں بھی اپنے لب کھولنے چاہیے تھے اور بتانا چاہیے تھا کہ ہمارے بھی کچھ تحفظات ہیں۔ ہمارے پانی پر جو ڈاکا ڈالا جا رہا ہے، ہمارے کشمیری مسلمان بھائیوں پر آپ جو ظلم و ستم کر رہے ہیں، سیاچن میں آپ جو کچھ کر رہے ہیں؟ بلوچستان میں آپ جو مداخلت کر رہے ہیں (جس کے ثبوت یوسف رضا گیلانی نے سابق وزیراعظم منموہن سنگھ کے حوالے کیے تھے) ان چیزوں کا خاتمہ کریں۔ نواز شریف کم از کم ان سب کا حوالہ ہی دے دیتے۔ یہ ون ٹو ون ملاقات بعض ذرائع کے مطابق ہماری خواہش پر ہوئی۔ جب یہ ملاقات آپ کے مطالبے پر ہوئی ہے تو پھر مقصد یہ تھا کہ آپ اپنی بات بھی رکھتے کہ ہمیں یہ تحفظات ہیں۔ ہمیں آپ سے یہ

> بنیادی نکتہ ہے کہ انڈیا کے سامنے برابر کی ایٹمی قوت ہونے کے باوجود ہم بچھے کیوں جاتے ہیں۔ اس کا اصل سبب یہ ہے کہ ہم ایمان کے تقاضے پورے نہیں کر رہے۔ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ لیکن یہاں اللہ کا دین قائم نہیں ہے۔ عملی طور پر پاکستان میں نظام کی حیثیت سے اسلام کہیں نہیں ہے۔ حافظ عاکف سعید

تکلیف ہے۔ بلوچستان میں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ اس کے بعد وہ بھی بات کرتے تو ہم ان کی بات سنتے۔ یوں یہ معاملہ دوطرفہ ہوتا۔ اب جو صورت حال سامنے آئی ہے وہ یکطرفہ ہے۔ اُنھوں نے ایک چارج شیٹ ہمارے ہاتھ میں تھما دی اور ہم اس کو جیب میں ڈال کر وہاں سے واپس آ گئے۔ کشمیری قیادت جو نواز شریف سے ملاقات کے لیے دہلی میں آئی تھی، اس سے ملاقات نہیں کی گئی۔ انھیں چاہیے تھا کہ ان سے ملاقات کرتے۔ اگر اُنھوں نے بعض اداکاروں اور کاروباری لوگوں سے ملاقاتیں کی ہیں تو کشمیری قیادت سے ملاقات کر لینے میں کیا حرج تھا۔ اس پر ایک اخبار نے طنزاً لکھا ہے کہ نواز شریف نے تو K کا لفظ استعال کرنے میں بھی احتیاط کی ہے کیونکہ K سے کشمیر بنتا ہے۔ حیرت ہے کہ ہم نے اپنا یہ تاثر کیوں دیا ہے کہ ہم کمزور ہیں۔ ہم نے یہ تاثر کیوں دیا ہے کہ ہم صرف سننے کے لیے آئے تھے اور اس خطے میں جو دہشت گردی ہو رہی ہے اس کے ذمہ دار ہم ہیں۔ اس حوالے سے پاکستان میں عوامی ردعمل شدید ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ خارجہ سیکرٹریوں کے مذاکرات دو ماہ کے اندر اندر ہوں گے۔ لیکن یہ اطلاع پاکستان کی طرف سے ہے۔ انڈیا کی طرف سے خاموشی ہے۔ یہ مذاکرات پچھلے 65 سال کے معاملات پر ہوں گے جو ایک رات میں ختم نہیں ہو سکتے۔ کشمیریوں کی ایک رات 66 سال کی ہو گئی ہے۔ اب یہ نیا پانی کا مسئلہ آ گیا ہے۔ پانی کا مسئلہ واقعتاً ہمارے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ اگر ہندوستان نے ہمارا یہ حق ہمیں نہ دیا تو پاکستان خود موت کی وادی میں اُتر جائے گا۔ پانی کے حوالے سے ہمارا پہلے ہی بہت برا حال ہے، تب کیا ہوگا۔ انڈیا سینکڑوں ڈیم بنا رہا ہے۔ سندھ واٹر ٹریٹی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے وہ کئی ڈیم بنا چکا ہے۔ اس پر بھی کوئی بات ہونی چاہیے تھی۔ لیکن ہماری طرف سے اس پر کوئی بات نہیں ہوئی۔ یہ بات اپنی جگہ بالکل درست ہے کہ ہم چھوٹے اور کمزور ہیں لیکن یہ کہ اگر ہم مسلسل پسپائی اختیار کرتے چلے جائیں گے تو دشمن چڑھائی کرتا چلا آئے گا۔

امن کا قیام بھی یکطرفہ نہیں ہوتا۔ یہ ہمیشہ دوطرفہ ہوتا ہے۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں ایک سائیڈ پر 60% خواہش ہے اور دوسری سائیڈ کی 40% خواہش ہے تو امن مذاکرات ہو سکتے ہیں اور کامیاب بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن جب یہ نظر آئے کہ دوسرا فریق خواہش مند ہی نہیں تو پھر یہ بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ذرا ماضی میں جائیں، ذوالفقار علی بھٹو اور سورن سنگھ کے مذاکرات دیکھیں۔ ان کے سات دور ہوئے تھے۔ اس میں کیا ملا تھا سوائے اس کے کہ گھوم پھر کر بات ایک جگہ پر آ جاتی تھی۔ مذاکرات کو اگر ''مذاق رات'' بنا دیا جائے گا تو اس کا نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلے گا اور آپ نہ چاہتے ہوئے بھی جنگ کی طرف بڑھیں گے۔ ایک امن ایک تو بھیک میں مانگنا ہے اور ایک امن اُصول اور عدل کی بنیاد پر قائم کرنا ہے۔ امن کبھی بھیک سے نہیں ملا کرتا۔ امن اپنی کارکردگی، میرٹ اور موقف کی بنیاد پر ملتا ہے۔

سوال: مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو برسر اقتدار آئے ہوئے ایک سال کا عرصہ ہوا ہے اور ہماری اپوزیشن کی جماعتیں اس کو گرانے کے لیے سازشیں کر رہی ہیں۔ (ق) لیگ کے راہنماؤں نے طاہر القادری سے مذاکرات کیے اور اُنھوں نے دس نکاتی ایجنڈا دیا ہے۔ کیا اس وقت حکومت کے خلاف تحریک چلانے کا کوئی اخلاقی، آئینی اور جمہوری جواز بنتا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: اس معاملے میں غلطی دوطرفہ ہے۔ یہ بات اپنی جگہ بالکل درست ہے کہ ایک سال میں ایسی کارکردگی نہیں دکھائی جا سکتی جس سے عوام مطمئن ہو جائیں اور ایک سال کے بعد ہی کسی حکومت کے خلاف تحریک چلانا بھی درست نہیں ہے۔ دوسری طرف آپ دیکھیں کہ اگر موجودہ حکومت پر پی ٹی آئی کے یہ الزامات ہیں کہ اس نے مینڈیٹ میرٹ پر حاصل نہیں کیا بلکہ مینڈیٹ چوری کیا ہے، اگر اس معاملہ میں کسی حد تک سچائی ہے تو حکومت خود اخلاقی جواز کھو دے گی۔ فی الحال وہ حکومت سے مطالبہ یہ کر رہے ہیں کہ آپ ان چار حلقوں کی دوبارہ گنتی کروا دیں۔ اگر اس میں کوئی بات نہیں نکلتی تو ہم الیکشن کو تسلیم کر لیں گے۔ سوال یہ ہے اس میں کیا رکاوٹ ہے کہ ان چار حلقوں کو کھول دیا جائے۔ یہ کہنا کہ یہ الیکشن کمیشن کا کام ہے تو الیکشن کمیشن کی کنپٹی پر پستول کس نے رکھا ہے۔ کون الیکشن کمیشن کو اس طرف نہیں جانے دیتا۔ یہ حکومت کی اصل غلطی ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں انتخابات شفاف نہیں ہو سکے کہ جن کے نتائج سب لوگ تسلیم کریں۔ یہ واحد انتخابات ہیں جن پر تمام جماعتوں نے دھاندلی کے الزام لگائے ہیں۔ خود نون لیگ بھی دھاندلی کا الزام لگا رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں یہ سمجھتا ہوں کہ بین الاقوامی سطح پر جو حالات ہیں، پاکستان کو جس طرح گھیر لیا گیا ہے کہ افغانستان میں عبداللہ عبداللہ اور دوسری طرف نریندر مودی آ گئے ہیں جو پاکستان ہی کے نہیں مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں۔ ان حالات میں حکومت کے خلاف تحریک چلانا عقلمندی نہیں ہے۔

حافظ عاکف سعید: پیچھے جو گفتگو چل رہی تھی میں چاہوں گا کہ ایک بات کی مزید وضاحت کرتا چلوں۔ بیگ صاحب فرما رہے تھے کہ ہمارے پاس ایٹمی قوت ہے اور ہمیں ان کے ساتھ کھل کر بات کرنی چاہیے۔ سوال یہ ہے کہ جب ہم دونوں ایٹمی قوت ہیں تو ہم ان کے سامنے بچھے کیوں جا رہے ہیں۔ ہمیں یہ جو ایٹمی صلاحیت ملی ہے یقیناً اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ ہم اگر اس کی ناقدری کر رہے ہیں تو بڑا جرم کر رہے ہیں۔ اس لیے کہ اللہ کی طرف سے اتنے بڑے احسانات ہو رہے ہیں اور ہم اللہ اور اس کے دین کے وفادار بننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ یہی وہ بنیادی نکتہ ہے کہ انڈیا کے سامنے برابر کی ایٹمی قوت ہونے

میں اس وقت ملکی حالات کے اعتبار سے بہت ہی خوفناک صورتِ حال دیکھ رہا ہوں۔ مجھے پاکستان کی فضاؤں سے خون کی بو آ رہی ہے۔ صرف لندن پلان نہیں ہے بلکہ بے شمار پلان بن رہے ہیں۔ایوب بیگ مرزا

کے باوجود ہم پچھے کیوں جاتے ہیں۔اس کا اصل سبب یہ ہے کہ ہم ایمان کے تقاضے پورے نہیں کر رہے۔ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ یہ ملک مسلمانوں کا ملک ہے لیکن یہاں اللہ کا دین قائم نہیں ہے۔ اس میں شریعت محمدیؐ نافذ نہیں ہے۔ دستور میں اگر لفظی طور پر کہیں اسلام ہے بھی تو عملی طور پر پاکستان میں نظام کی حیثیت سے اسلام کہیں نہیں ہے۔ ہم ایمان کے دعوے دار ہیں مگر اسلام کے حوالے سے جو بنیادی تقاضے ہیں ان کو بھی پورا کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں، بلکہ جن چیزوں کو مٹانے کے لیے اسلام آیا تھا اور جو اسلامی نقطۂ نظر سے بدترین جرائم ہو سکتے ہیں ان کو ہم نے اختیار کر رکھا ہے۔اس وجہ سے ہم اخلاقی اعتبار سے بالکل کھوکھلے ہو چکے ہیں۔ یہی ہماری کمزوری کی اصل وجہ ہے۔ افغانستان کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ وہاں طالبان نے شریعت نافذ کی تھی۔ وہ امریکہ کے آگے رتی بھر بھی جھکنے کے لیے تیار نہیں ہوئے۔ انھیں یقین تھا کہ ہم اللہ کے وفادار ہیں اور اللہ سب سے بڑی قوت ہے، امریکہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ انھیں اس لیے یقین تھا کہ انھوں نے اللہ اور دین کے ساتھ وفاداری کی تھی۔ دنیا نے دیکھا کہ امریکہ طالبان سے مذاکرات کی بھیک مانگتا رہا ہے۔ برابری کے لیول پر نہیں بلکہ نیچے گر کر بھیک مانگتا رہا ہے۔ ہمیں اللہ کے ساتھ وفاداری اختیار کرنے کے بعد انڈیا کے ساتھ وہی رویہ اختیار کرنا چاہیے جو طالبان نے امریکہ کے ساتھ روا رکھا۔ طالبان کی قوت ایمانی کا نتیجہ ہے کہ 2016ء میں امریکہ مکمل طور پر افغانستان سے نکل جائے گا۔ دوسری طرف ہمیں اللہ نے سب کچھ دیا ہے، لیکن ہم پچھتے چلے جا رہے ہیں، ذلیل سے ذلیل تر ہوتے چلے جا رہے ہیں جبکہ انھیں اللہ نے عزت دی ہے۔ ہم بھی مسلمان ہیں، وہ بھی مسلمان ہیں۔ فرق کیا ہے؟ وہ صحیح معنوں میں اللہ اور اس کے دین کے وفادار ہیں۔ لہٰذا انھیں پورا اعتماد ہے کہ اصل قوت اللہ کی ہے، امریکہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جب اللہ کے ہم وفادار ہیں تو اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے گا۔ جو معاملہ اللہ کی طرف سے آئے ہمیں قبول ہے۔ بندہ مومن کا یہی رویہ ہوتا ہے۔ لہٰذا عزت اور سربلندی ان کے حصے میں آ رہی ہے اور ہمارے حصے میں ذلت ہی ذلت ہے۔ کم از کم ہمیں ان سے عبرت پکڑنی چاہیے اور طالبان افغانستان کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کرنی چاہیے۔ یہ ہمارے لیے ایک بہت بڑا راہنمائی کا ذریعہ ہے۔

سوال: طاہر القادری صاحب پاکستان میں جس انقلاب کی بات کر رہے ہیں کیا وہ (ق) لیگ کے ساتھ ممکن ہے؟

ایوب بیگ مرزا: طاہر القادری صاحب کبھی ایک جماعت بناتے ہیں اور انتخابات میں آتے ہیں اور پھر انتخابات سے مایوس ہو کر انقلاب کی بات کرتے ہیں۔ انقلاب کی گونج ابھی ختم نہیں ہوئی تو پھر انتخابات میں حصہ لے لیتے ہیں۔ پھر ایک سیٹ جیتنے کے بعد اس سیٹ کو طلاق دے کر کینیڈا جا بیٹھتے ہیں۔ ان کے انداز میں تسلسل نہیں ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ کسی کنفیوژن کا شکار ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ اُن کا انقلاب صرف اپنی ذات کے لیے مخصوص ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ان کے شریف فیملی کے ساتھ پہلے بہت گہرے تعلقات تھے جو اب گہری دشمنی میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ اب تو معاملہ یہ لگتا ہے کہ مجھے ملے نہ ملے ان کے ہاتھ سے ضرور جائے۔ میں اس وقت ملکی حالات کے اعتبار سے بہت ہی خوفناک صورت حال دیکھ رہا ہوں۔ مجھے پاکستان کی فضاؤں سے خون کی بو آ رہی ہے۔ صرف لندن پلان نہیں ہے بلکہ بے شمار پلان بن رہے ہیں۔ وہ لندن میں بھی اور لندن سے باہر بھی۔ نواز شریف کے کمزور ہونے میں کسی کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اس میں قصور ان کا اپنا ہے۔ وہ قصور یہ ہے کہ ان کی کسی سے بنتی نہیں ہے۔ وہ بلاشرکت غیرے صرف اپنی حکمرانی چاہتے ہیں۔ ان کی کسی آرمی چیف سے نہیں بنی۔ اب جو حالات سامنے ہیں کہ ان کی راحیل شریف سے بھی نہیں بنی جنھیں چند ماہ پہلے مقرر کیا گیا ہے۔ اس وقت حکومت اور فوج میں کشیدگی عروج پر ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وجہ لندن پلان بنے یا کوئی اور وجہ بنے، پاکستان پر آنے والا وقت بہت ہی سخت ہے۔ لہٰذا سیاسی اور فوجی قیادت کو بہت سوچ سمجھ کر قدم اُٹھانا چاہیے۔

سوال: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ حکومت اور فوج کے درمیان کوئی سرد جنگ چل رہی ہے۔ اگر ہے تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟

ایوب بیگ مرزا: بات سرد جنگ سے آگے چلی گئی ہے۔ صدر مملکت کے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کے بعد فوج اور حکومت کے اختلافات بڑے کھل کر سامنے آئے ہیں۔ خطاب کے بعد جب راحیل شریف جانے کے لیے اُٹھے تو میاں شہباز شریف ان کے پاس گئے کہ میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر راحیل شریف نے انکار کیا کہ میں چین کے دورے پر جا رہا ہوں، میرے پاس وقت نہیں ہے۔ اُنھوں نے کہا 10 منٹ دے دیں تو ٹی وی چینلز کے مطابق وہ اسی جگہ 10 منٹ کے لیے علیحدہ کھڑے ہو کر بات کرنے لگے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کشیدگی اتنی زیادہ بڑھ گئی ہے۔ لہٰذا مجھے تو پاکستان میں عید کے بعد بہت زیادہ خراب حالات نظر آتے ہیں۔ اس تناظر میں لندن پلان ہو یا کوئی اور پلان یہ بہت غلط ہے۔ اس وقت ملک کے حالات اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ بڑی تشویشناک صورت حال ہے۔ شاید رمضان سے پہلے ہی کوئی ایسا واقعہ ہو جائے جو حالات کے خراب ہونے کی بنیاد بن جائے۔ جب سیاہ گہرے بادل چھائے ہوں تو ہر آدمی اندازہ کر لیتا ہے کہ بارش ہونے والی ہے۔ اسی طرح پاکستان کی جو فضا بنی ہوئی ہے اس سے حالات خراب ہوتے لگ رہے ہیں۔ اللہ ہم پر رحم فرمائے۔ اس صورت حال میں قوم یونسؑ کی طرح اگر ہم توبہ کر لیں تو شاید بچ جائیں۔

(قارئین! اس پروگرام کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی آفیشل ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر خلافت فورم کے عنوان سے دیکھی جا سکتی ہے۔)

ضرورت رشتہ

راجپوت فیملی کو اپنی حافظ قرآن بیٹی، تعلیم بی اے بی ایڈ، فہم دین کورسز، خوب سیرت وصورت، صوم وصلوٰۃ اور شرعی پردے کی پابند کے لئے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0315-4098901

رجوع الی القرآن کورسز کی اختتامی تقریب

اجمالی رپورٹ

مرتب: آصف علی

مرکزی انجمن خدام القرآن کے تحت قرآن اکیڈمی لاہور میں ہونے والے رجوع الی القرآن کورسز کی اختتامی تقریب 24 مئی 2014ء کو قرآن اکیڈمی لاہور میں ہوئی۔ پروگرام میں نقابت کی ذمہ داری اکیڈمی کے استاد جناب رشید ارشد نے اپنے ذمہ لی۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن سے ہوا۔ تلاوت کی سعادت استاد محترم عبداللہ محمود نے حاصل کی۔ اس کے بعد جناب رشید ارشد نے پڑھائے گئے کورسز کی تفصیل بیان کی۔

پارٹ ون 14-2013 کے سیشن میں 45 مرد حضرات اور 25 کے قریب خواتین نے کورس کا آغاز کیا۔ ان میں کچھ لوگ پارٹ ٹائم تھے۔ یہ کورس 26 مرد حضرات اور 21 خواتین نے مکمل کیا۔

پارٹ 1 میں پڑھائے جانے والے مضامین میں سے تجوید کا کورس حافظ محمد مشتاق نے پڑھایا۔ یہ کورس تین ماہ کے دورانیے پر مشتمل تھا۔ عربی گرائمر کا کورس پچھلے سال کی طرح امسال بھی حافظ مطیع الرحمٰن نے پڑھایا۔ اس میں گرائمر اور ریڈر ساتھ ساتھ پڑھایا گیا۔ قصص النبیین وغیرہ کے کچھ حصے بھی کلاس میں پڑھائے گئے۔ منتخب نصاب جو کہ دینی اور تنظیمی حوالے سے نہایت اہمیت کا حامل ہے، کی تکمیل محمد فواد نے بہت محنت اور تسلسل سے کروائی۔ اس دفعہ سیرت طیبہ کا کورس بھی شامل نصاب کیا گیا۔ یہ کورس مومن محمود نے پڑھایا۔ انہوں نے سیرت کے واقعات پر بہت تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اس حوالے سے مولانا علی میاں کی کتاب نبی رحمت ﷺ ایک ریفرنس بک کے طور پر تمام طلبہ کو دی گئی۔ تدریس حدیث کی ذمہ داری رشید ارشد نے ادا کی۔ اس کورس میں اصطلاحات حدیث، اربعین نووی، مشکوٰۃ المصابیح سے کتاب العلم اور کتاب الرقاق شامل نصاب تھے۔ اس کے علاوہ علامہ اقبال کی شاعری کا مطالعہ بھی کورس میں شامل تھا۔ ہر سال پارٹ ون میں فقہ العبادات کی تدریس کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔ استاد محترم حافظ نذیر ہاشمی نے یہ کورس پڑھایا۔ اسلامی بنکنگ، لیزنگ وغیرہ پر حافظ عاطف وحید نے کافی تفصیلی لیکچرز دیئے۔

تنظیم اسلامی کے مرکز سے اکابرین بھی وقتاً فوقتاً تشریف لاتے رہے۔ امیر تنظیم محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ نے ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق'' سبقاً سبقاً پڑھایا۔ اسی طرح چودھری رحمت اللہ بٹر، خلیل الرحمٰن چشتی، مختار حسین فاروقی، ڈاکٹر عبدالسمیع، جمیل الرحمٰن عباسی بھی بارہا تشریف لائے اور مختلف موضوعات پر نہایت پر مغز گفتگو کی۔

پارٹ 2 میں عربی زبان وادب کی کلاس جناب مطیع الرحمٰن کے ذمہ تھی۔ ترجمہ قرآن کا جتنا حصہ پارٹ ون میں ہو جاتا ہے، اس کو پارٹ 2 میں جاری رکھ کے اختتام تک پہنچایا جاتا ہے۔ یہ کلاس بھی مومن محمود نے لی۔ اس کے ساتھ شاہ ولی اللہؒ کا رسالہ ''الفوز الکبیر'' اور ''اصول التفسیر'' پر امام ابن تیمیہؒ کا رسالہ بھی پڑھایا گیا۔ حدیث کی تدریس یہاں بھی جناب رشید ارشد کے ذمہ تھی۔ اس سلسلے میں انہوں نے ریاض الصالحین مکمل کروائی۔ ملا علی قاری کی کتاب، موضوعات کبیر بھی پڑھائی، تاکہ مدرسین کے لئے کمزور روایات سے بچنا ممکن ہو۔ مشکوٰۃ کی پوری کتاب الرقاق پڑھائی گئی۔ اصطلاحات حدیث، عقیدہ طحاویہ، رسالہ المسترشدین کے ذیل میں نہایت سیر حاصل گفتگو ہوئی۔ اقبالیات کے حوالے سے، کچھ چیزیں اردو میں پڑھائی گئیں۔ فارسی میں جاوید نامہ کا آخری حصہ ''سخنے بہ نژادِ نو'' پڑھایا گیا۔

پارٹ ٹو میں گیارہ طلبہ نے یہ کورس شروع کیا جبکہ آٹھ طلبہ نے کورس کی تکمیل کی۔ اس کے علاوہ چند طالبعلم اور بھی تھے جو صرف حدیث کی کلاس میں آیا کرتے تھے۔

اختتامی تقریب میں پارٹ ون سے حسان بن علی، کیپٹن عطا صاحب، اسد بن آصف نے کورس سے متعلق اپنے تاثرات بیان کئے۔ پارٹ ٹو سے زرداد خان، سید ریحان علی نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔

کیپٹن عطا صاحب نے اپنے تاثرات میں کہا کہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج رجوع الی القرآن پارٹ اا اپنے اختتام کو پہنچا۔ میں یہاں مرحوم ومغفور بانی تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے لئے دعا گو ہوں کہ جن کی سعی وجہد سے قرآن فہمی کا یہ ادارہ معرض وجود میں آیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے (آمین) اس دنیا میں ہر آدمی کامیابی کا خواستگار ہے۔ اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے۔ آخرت میں کامیابی کیسے حاصل ہو۔ اس کا راستہ قرآن وسنت بتاتے ہیں۔ یقیناً اللہ کی رہنمائی ہی حقیقی رہنمائی ہے اور قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو بالکل سیدھی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن سیکھتے اور سکھاتے ہیں۔ قرآن حکیم اور آپؐ کے فرامین کو سمجھنے کے لئے عربی زبان کا سیکھنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ ترجمہ کسی زبان کا نعم البدل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ہم پر عظیم احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنے کلام اور اپنے محبوبؐ کی زبان سمجھنے کی توفیق دی۔ وما توفیقی الا باللّٰہ۔ اس کے شکر کا تقاضا یہ بھی ہے کہ جو ہم نے کچھ سیکھا، اسے آگے پہنچانا شروع کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ دور کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ ہم بھی اپنے اس طریقہ درس وتدریس میں جدتیں پیدا کریں۔

محمد اسد بن آصف نے اپنے تاثرات میں کہا: ہم سب کو پتا ہے کہ کامل کوئی نہیں ہوتا۔ کسی بھی چیز کو خوب سے خوب تر بنانے کے لئے ہر جگہ اصلاح کی گنجائش ہوتی ہے، اسی حوالے سے یہ گزارش ہے کہ ہم نے کبھی حدیث کی کلاس میں، کبھی منتخب نصاب اور کبھی ترجمہ کی کلاس میں چیدہ چیدہ مختلف نظریات پڑھ لئے اور کچھ فلسفیانہ گفتگو بھی سنی۔ جن لوگوں کو ان چیزوں کے بارے میں پہلے سے آئیڈیا ہوتا ہے، وہ تو بہت جلدی سمجھ جاتے لیکن میرے جیسا بندہ جو اس میدان میں بالکل نیا ہو، اس کو کافی دقت محسوس ہوتی ہے۔ اس لئے اگر ہو سکے تو کوئی مناسب سا عنوان بنا کر ایک پیریڈ ان چیزوں کے لئے مختص کر دیا جائے۔ جس میں اس حوالے سے تفصیل سے گفتگو ہو۔

سید ریحان علی نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ میں اپنے تاثرات کو دو عنوانات دے سکتا ہوں یعنی ایک احساسِ تشکر اور دوسرے احساسِ زیاں۔ احساسِ زیاں اس لحاظ سے کہ عام اوسط کے اعتبار سے میں اپنی آدھی سے زیادہ زندگی گزار چکا ہوں، مگر اس کورس کے دوران مستقل یہ احساس بڑھتا گیا کہ ہم اپنی تاریخ اور اپنے اسلاف کے علمی ورثے سے کوئی واقعی اور زندہ تعلق نہیں رکھتے۔ جس کی ایک بڑی وجہ عربی زبان کا نہ جاننا ہے اور دوسرے مطالعے کی عادت کا نہ ہونا ہے۔ احساس تشکر اس لحاظ سے کہ اس کورس کی تکمیل پر میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ یہ ربط و تعلق ایک بار پھر کسی درجے میں استوار ہو گیا ہے۔ اللہ اس توفیق کو مستقل جاری رکھے۔ (آمین) میں نے اپنی پیشہ ورانہ تعلیم میں تقریباً بیس سال صرف کیے ہیں، میں ان کا موازنہ ان دو سالوں سے کرتا ہوں تو واضح طور پر یہ دو سال اس لحاظ سے زیادہ وزنی اور موثر محسوس ہوتے ہیں کہ یہ سال اپنی شخصیت کی تعمیر اور اس کو اُن پیمانوں کے مطابق ڈھالنے میں جو ہمارا دین ہمیں بتاتا ہے، صرف ہوئے ہیں۔

طلبہ کے تاثرات کے بعد امیر تنظیم اسلامی محترم عاکف سعید صاحب نے طلبہ کو حصول علم اور دعوت کے دوران پیش آنے والے مسائل سے متعلق آگاہ کیا اور مفید مشورے دیئے۔ اختتامی گفتگو صدر مرکزی انجمن خدام القرآن محترم ابصار احمد صاحب نے کی اور اس میں خاص طور پر اس بات پہ زور دیا کہ طلبہ وسیع المشربی کا اہتمام کریں۔ دعائیہ کلمات کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ اس کے بعد شرکاء کے لئے ظہرانے کا بندوبست کیا گیا تھا، تمام اساتذہ، طلبہ اور سٹاف ممبران نے شرکت کی۔

قرآن اکیڈمی 36، کے ماڈل ٹاؤن لاہور کی جامع مسجد میں
اس سال بھی ان شاءاللہ العزیز
ماہِ رمضان المبارک میں
نمازِ تراویح کے ساتھ

دورۂ ترجمۂ قرآن

کا پروگرام ہوگا

مدرس: **محمد رشید ارشد**
(اُستاد — قرآن اکیڈمی)

اس سلسلے کا آغاز، ان شاءاللہ
28 جون بروز ہفتہ، نمازِ عشاء کے بعد

تعارف قرآن حکیم و بیان سورۃ الفاتحہ، کے موضوع پر مختصر خطاب سے ہوگا

نمازِ عشاء 9:15 پر ادا کی جائے گی

خواتین کی شرکت کے لیے باپردہ اہتمام ہوگا

المعلن: ناظم اعلیٰ، مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور فون: 3-35869501

بقیہ: **اداریہ**

دہشت گردوں کا خاتمہ کردو کہ یہ تمہارے ملک کو تباہ کردیں گے اور دوسری طرف مولوی فضل اللہ جیسے لوگوں کو اسی طرح مدد پہنچا کر پاکستان کو سبق سکھانے اور اس سے انتقام لینے کی ترغیب دیتا ہے۔ وہ فریقین کا ایک جیسا دشمن ہے۔ آہ کاش، ہم بے وقوف نہ بنیں، ہم کٹھ پتلی نہ بنیں۔ یاد رکھیے، نقصان پاکستان کے کسی حصے کو پہنچے یا تحریک طالبان پاکستان کا کوئی جنگجو جان سے جائے دونوں صورتوں میں نقصان مسلمانوں کا ہے' اُمتِ مسلمہ کا ہے' اور فائدہ اسلام دشمن طاغوتی قوتوں کا ہے۔ اے اللہ! ہمیں دین کا صحیح فہم عطا فرما۔ ایمانِ حقیقی عطا فرما اور عقل سلیم عطا فرما۔ علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے:

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مؤمن!

میثاق، حکمت قرآن
اور
ندائے خلافت
کے تازہ اور سابقہ شمارے کے لیے
ہماری ویب سائٹ
www.tanzeem.org ملاحظہ کیجیے

بانیٔ تنظیم اسلامی و داعیٔ تحریکِ خلافت پاکستان ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی چند فکر انگیز تصانیف

داعیٔ رجوع الی القرآن کا شہرہ آفاق دورۂ ترجمہ القرآن
اب کتابی شکل میں بعنوان

بیان القرآن

حصہ اول: صفحات: 359 ، قیمت 450 روپے
حصہ دوم: صفحات: 321 ، قیمت 400 روپے
حصہ سوم: صفحات: 331 ، قیمت 425 روپے
حصہ چہارم: صفحات: 394 ، قیمت 450 روپے
حصہ پنجم: صفحات: 480 ، قیمت 550 روپے

شرک کی حقیقت، اقسام اور دورِ حاضر کے
شرک سے واقفیت کے لیے مطالعہ کیجیے

حقیقت و اقسامِ شرک

قیمت اشاعت عام: 60 روپے، خاص: 90 روپے

سیرت النبیؐ کی روشنی میں
اسلامی انقلاب کے مراحل، مدارج اور لوازم

منہجِ انقلابِ نبویؐ

مجلد: 400 روپے غیر مجلد: 200 روپے

بعثتِ انبیاء کا اساسی مقصد بعثتِ محمدیؐ
کی اتمامی و تکمیلی شان

نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت

اشاعت خاص: 50 روپے

ایک مسلمان کی انفرادی اور اجتماعی
ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟

دینی فرائض کا جامع تصور

اشاعت خاص 25 روپے، عام 20 روپے

ایمان کے لغوی اور شرعی معنی ایمان کا فلسفہ ایمان و عمل کا باہمی تعلق
اپنے موضوع پر لاثانی تحقیق و فکری تصنیف

حقیقتِ ایمان

اشاعت خاص: 120 روپے

سورۃ العصر کی روشنی میں

راہِ نجات

اشاعت خاص: 70 روپے عام: 35 روپے

قربانی ہماری معاشرتی رسم ہے یا دینی فریضہ؟

عیدالاضحیٰ اور فلسفۂ قربانی

اشاعت خاص 35 روپے، عام 25 روپے

اُمتِ مُسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحۂ عمل

اور نہی عن المنکر کی خصوصی اہمیت

مجلد 100 روپے، غیر مجلد 45 روپے

پاکستان اور ملت اسلامیہ کے حال اور مستقبل کے
تناظر میں لکھے گئے فکر انگیز اخباری کالموں کا مجموعہ

بصائر

صفحات: 130 قیمت: 65 روپے

قرآن حکیم کی عظمت، تعارف اور حقوق و مطالبات
جیسے علمی و عملی موضوعات پر 8 کتابوں کا مجموعہ

قرآن حکیم اور ہم

اشاعت خاص 400 روپے، عام 270 روپے

برعظیم پاک و ہند میں

اسلام کے انقلابی فکر کی تجدید و تعمیل

اور اس سے انحراف کی راہیں

اعلیٰ ایڈیشن: 50 روپے

دعوت رجوع الی القرآن کی اساسی اور مقبول عام دستاویز
جس کا انگریزی، عربی، فارسی اور سندھی میں ترجمہ ہو چکا ہے

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق

اشاعت عام: 25 روپے

سابقہ اور موجودہ

مسلمان اُمتوں کا ماضی حال اور مستقبل

اور مسلمانانِ پاکستان کی خصوصی ذمہ داری

اشاعت خاص 120 روپے

ڈاکٹر صاحب کے دو خطبات کا مجموعہ

اسلام میں عورت کا مقام

اشاعت خاص: 100 روپے

مفصل فہرست طلب کیجیے: مکتبہ خدام القرآن، 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ فون نمبر 3-042-35869501